گستاخ کون؟

مولوی عبدالمالک بھوجپوری کی کتاب
,,توہین رسول تم نے کی،، کا دنداں شکن

جواب

ناشر
ادارہ تحقیقات ونشریات
مدرسہ معینیہ رشیدیہ بھونڑاڈیہہ بلیا

گستاخ کون؟

مولوی عبدالمالک بھوجپوری کی کتاب

"توھین رسول تم نے کی" کا دنداں شکن

جواب

ناشر
ادارۂ تحقیقات ونشریات

مدرسہ معینیہ رشیدیہ کھونسڑا ڈیہہ بلیا

کتابت: قاری منصور احمد رتسڑ بلیا

ھدیۂ تشکر

دنیا میں اہلِ ثروت اور اغنیاء کی کمی نہیں ہے کسی کے پاس دولت ہے تو دل نہیں، اگر دل ہے تو دولت نہیں، مگر پروردگار عالم نے ہمدرد قوم وملت عالی جناب ایوب احمد خاں صاحب منیجر دار العلوم معینیہ شیدیہ بھونٹرا ڈیہہ بلیا) کو اگر دولت سے نوازا ہے تو ساتھ ہی ساتھ دین کے راستے میں خرچ کرنے کا جذبہ اور دل بھی عطا فرمایا ہے انہوں نے گستاخ کون، کتاب کی طباعت کا پورا خرچ اپنے ذمہ لے کر ناچیز کی زبردست حوصلہ افزائی فرمائی ہیں تہہ دل سے خدا کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ مالک ومولیٰ تو عالی جناب ایوب احمد خاں صاحب کو صحت وسلامتی کے ساتھ رکھ اور انکے کاروبار میں مزید ترقی عطا فرما اور نظر بد سے بچا، اور ایمان پر خاتمہ فرما یا اللہ! عزیزم محمد مصطفےٰ بھیروی، صدر عالم ونور عالم ولید پوری سفیان عالم بلیاوی وسہراب عالم بلیاوی کو علم کی دولتِ لازوال سے مالا مال فرما اور ان کو عالم باعمل بنا، کہ ان طلباء نے مسودہ کو مبیضہ سے مقابلہ کر کے حتی الامکان تصحیح کرنے کی کوشش کی ہے

محبوب احمد مصباحی جمال پور گھوسی

عرضِ حال

ایک روز کمرہ میں بیٹھا کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اتنے میں اچانک ایک دوست نے کسی کتاب کے چند اوراق کی فوٹو کاپی لاکر میرے سامنے رکھدی، "یہ لیجئے پڑھئے اس کتاب کا نام ہے "توہین رسول تم نے کی" اس کے مصنف مولوی عبد المالک بھوجپوری ہیں، چونکہ پوری کتاب تو تھی نہیں مختلف مقامات سے چیدہ چیدہ فوٹو کرا کرلائے تھے سرسری نگاہ سے الٹ پلٹ کر کے دیکھا تو وہی پرانے اعتراضات، جنکے جواب بارہا علمائے اہلسنت دے چکے ہیں یہ کتاب اس معیار کی تھی ہی نہیں، جسکا جواب دیا جائے، لیکن بعض احباب کا اصرار رہا کہ اس کتاب کا جواب تفصیلاً نہ سہی، اجمالاً و مختصراً ہی ضرور ہونا چاہیئے، تاکہ عوام یہ نہ سمجھ لے کہ اس ڈھول میں پول نہیں اور بھوجپوری صاحب اس خوش فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ کسی نے میری کتاب کا جواب نہیں دیا، اس لئے میں اہلسنت والجماعت کے خلاف فریب کاری کا ہیرو ہوں مولوی عبدالمالک تو اپنی فریب کار جماعت میں بھی کسی حیثیت کا حامل نہیں اس خانہ ساز جماعت کے بڑے بڑے پہلوانوں نے اہلسنت کی آہنی دیوار پر خشت باری کی اور اپنی بوکھلاہٹ پر سیسہ پگھلائی ہوئی دیوار سے سر ٹکرایا، ہاتھ شل ہو گئے دماغ کا بھیجا باہر نکل آیا مگر اسمیں شگاف تک نہ آسکا، اہلسنت کا آسمان بولتا محل ریت کی دیواروں پر نہیں اٹھا ہے وہ آپکا دیوبند ہے، جو ہماری ایک کنکری کی ضرب سے چکنا چور ہو جائے گا،

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز ⁂ چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

یہ کتاب انھیں حضرات کے لئے نفع بخش ہو سکتی ہے جو حق بات کو قبول کرنے کیلئے اپنے دلوں کا دروازہ کھولے ہوئے ہیں

ربِّ قدیر تو اس کتاب کو سبب ہدایت بنا اور اس خدمتِ دین کے صلہ میں جو اجر و ثواب تیرے دربار عالی سے عطا ہو اسے میں اپنی والدہ محترمہ مرحومہ جنکی پاک تربیت نے مجھے اس لائق بنایا، انکو عالم آخرت میں تحفۃً پیش کرتا ہوں

محبوب احمد مصباحی
پرنسپل مدرسہ عربیہ مخزن العلوم
دھنوتی دھورابلیا

تقریظ جلیل

از حضرت مفتی بدر عالم صاحب قبلہ مصباحی
استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور

مذہب اسلام ایک صاف وستھرا پاکیزہ مذہب ہے، اور اللہ تعالیٰ کی شانِ الوہیت اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رسالت کے وقار اور عظمت پر ایک حرف بلکہ ایک نقطہ بھی برداشت کرنا روحِ ایمان اور اسلام کے منافی ہے مگر بہت بڑا المیہ ہے کہ کچھ نام نہاد علمائے اسلام یہودیت اور عیسائیت کی فریب کاریوں کے شکار ہو کر خدا عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شانہائے مقدسہ میں گستاخیاں کر بیٹھے اور جب علمائے حق نے گرفت کی تو طرح طرح کی تاویلات و توجیہات کرتے رہے پھر بھی بات نہ بنی انجام کار علماحق نے ان پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا،

ان نام نہاد علمار میں سرِ فہرست، اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی رشید احمد گنگوہی ہیں، اُن کی کفریہ عبارات پر ان سے بار بار کتابوں سے نکالنے اور توبہ کرنے کا مطالبہ کیا گیا، لیکن اپنی نام نہاد شانِ عالمانہ کو برقرار رکھنے کیلئے طرح طرح کی تاویلات کرتے رہے، لیکن جتنی تاویلات کیں سب کا حاصل کفر ہی نکلا، عبارات کو نہ تو کتابوں سے نکالا، اور نہ ہی ان عبارات سے توبہ کیا، بلکہ بے توبہ ہی مرگئے

اس لئے علمائے حق پر یہ واجب ہوا کہ ان کے بارے میں عامۃ المسلمین کو آگاہ کردیں تاکہ مسلمان ان کی پر فریب کتابوں کے مطالعہ سے بچیں، اور انھیں ان کی کفری عبارت کی بناپر کافر مرتد جانیں مانیں،

سب سے بڑا المیہ یہ رہا ہے کہ ان کے تلامذہ بھی ان ہی کفری عبارات پر جمے اور ان عبارات کی تصدیق و تائید کرتے رہے اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے اس لئے علمائے حق مجبور ہوئے اور یہ فتویٰ صادر کرنا پڑا کہ، من شک فی کفرھم وعذابھم فقد کفر دیوبندی ارواح اربعہ کی کفری تعلیمات کا ایک چیلا جھوٹی شہرت کا پیاسا عبدالمالک بھوجپوری نامی شخص انجام سے بے خبر تقریر و تحریر کے اکھاڑے میں اتر کر دیوبندی گستاخ علماء کی عبارات پر پردہ ڈالنے کیلئے علمائے حق کی کتابوں سے عبارات لے کر ان میں کتربیونت کر کے بھولی بھالی مسلم عوام کو مداریوں کی طرح کرتب دکھانا شروع کیا، تقریر و تحریر سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہوگا کہ اس نے زمانے تک کسی ناٹک میں جوکر کا رول ادا کر چکا ہے یا پھر ڈمرو لے کر گاؤں گاؤں دیہات دیہات مداری کے کرتب دکھانے کا کام کر چکا ہے

علمائے حق کو ایسے پھکڑ باز کے منہ لگنا ہی نہیں چاہیئے، لیکن عوام نے ہمارے رفیق گرامی مولانا محبوب احمد مصباحی کو مجبور کر دیا کہ اس پھکڑ کے باربار تال ٹھوکنے کا کچھ جواب ہونا چاہیئے ورنہ ہاتھ میں آٹا لگا کر اس بیچارے کا دیوبندی بھٹیار خانے میں بھنڈاری بننے کا خواب پورا ہوجاگا

حضرت مولانا محبوب ایک سلجھے ہوئے شریف الطبع عالم دین ہیں

شریفانہ وضع قطع کے رکھنے والے، مہذب گفتگو کرنے کے عادی ہیں، ممکن ہے تحریر میں کچھ انداز بیان تلخ اور سخت ہوگیا ہو تو ان کی مجبوری ہی پر محمول کیا جائے گا

غالب مجھے اس تلخ نوائی سے رکھیو معاف
آج مرے دل میں کچھ درد سوا ہوتا ہے

دعا ہے پروردگار عالم علمائے دیوبند کو ہدایت عطا فرمائے اور عام مسلمانوں کو حق و باطل میں فرق کرنے کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین

بجاہ حبیبہ سید المرسلین وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بدر عالم مصباحی ۲۲ جولائی سنہ ۲۰۱۰ء

تقریظ جلیل

از حضرت علامہ و مولانا عبد الرحمن صاحب قبلہ مصباحی مدظلہ العالی

سینئر استاذ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو، ۱۰ رجب المرجب ۱۴۴۳ھ

آج مسلسل و منظم پروپگنڈہ کے زور پر، سادہ لوح عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ دیوبندی اکابرین کا دامن ہر طرح کی علمی و مذہبی خیانتوں کے جرائم سے پاک و صاف ہے ـــــ اور علمائے دیوبند، وہابی دین فروشوں کی جو الزامات عائد کئے گئے ہیں وہ بے بنیاد و غلط ہیں، بلکہ اہلسنت و جماعت کے لوگ ہی مجرم ہیں۔ جیسا کہ مولوی عبد المالک بھوجپوری نے اپنی کتاب ”توہینِ رسول تم نے کی،، میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے دجل و فریب پھکڑ بازی کا پلندہ یہ کتابچہ دیوبندی علمی کم مائیگی کا ایک نادر نمونہ ہے مگر آج سے ۵۰ رسال قبل کی فریقین کی تحریریں پڑھ لیجیے حقیقت خود بخود منکشف ہو جائے گی، ـــــ اور

مصرع خون کا دھبہ بتائے گا کہ قاتل کون

کذب و دروغ، کتمان حقیقت، مغالطہ آفرینی میں دیوبندی جماعت ابلیس سے بھی ۱۰۰ نمبر آگے ہے۔ بطور نمونہ آپ مولوی عبد المالک بھوجپوری کی کتاب دیکھ سکتے ہیں،

قابل مبارکباد ہیں محب گرامی قدر حضرت مولانا محبوب احمد صاحب زید مجدہ حجفوی نے بھوجپوری موصوف کی علمی خیانتوں کا شیش محل تیشہ فاروقی سے چکنا چور کر کے لوگوں کے ایمان کی حفاظت کا دینی فریضہ ادا کیا ہے،

زیر نظر کتاب اپنے موضوع پر ایک گراں قدر اور حوالوں سے مزین کتاب جس کا مطالعہ اشتباہ والتباس کی ظلمتوں کو کافور کر دے گا اور جعل سازی و پھکڑ بازی کے تارِ عنکبوت کو بکھیر کر رکھ دے گا
اگر اس کے بعد بھی صیہونی تحریف و تزویر کی روش بند نہ ہوئی تو دیوبندی مذہب وسیاست کی تمام غلاظتوں پر پڑی ہوئی خوبصورت مخملی چادر کا بخیہ ادھیڑ کر رکھ دیا جائے گا،
دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ مولانا محبوب احمد صاحب کے عمل میں ترقیاں عطا فرمائے اور باطل کی دسیسہ کاریوں کا دنداں شکن جواب دینے کی مزید قوت وہمت عطا فرمائے اور ناموسِ رسالت کے تحفظ کی توفیق خیر رفیق عنایت کرے

وصلی اللہ علیہ وسلم

خاکسار۔ عبد الرحمٰن انصاری مصباحی
سینئر استاذ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

فرضی دعویٰ
بھوجپوری صاحب رضا کی کذب بیانی

فریب کاری کا پلندہ، توہین رسول تم نے کی،، کے صٓ ۸۷ پر ڈینگ مارتے ہوئے بھوجپوری صاحب رقمطراز ہیں اپنے اکابرین کی کتابوں سے عبارت تو کیا بدلتے ایک نقطے کی کمی بیشی بھی نہیں کیا اپنی اوّل سے آج تک اسی طرح کتابیں چھپ رہی ہیں کوئی بھی رضا خانی ایک عبارت بھی بتادے کہ بدل دی گئی ہو۔ ظاہر ہے عبارت بدلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیوں کہ جو عقیدہ بیان کیا گیا ہے، یا جو عبارت لکھی گئی ہے وہ بہت سوچ سمجھ کر لکھی گئی ہے۔ پھر صٓ ۸۸ پر رقمطراز ہیں دیوبندی علماء اپنی جگہ اٹل ہیں انکی کتابوں میں ایمان افروز عبارات ہیں ان میں کسی تبدیلی کی ضرورت محسوس نہیں کرتے

پھر صٓ ۸۹ پر ہے اہل دیوبند اپنی کتابوں سے کوئی عبارت نہیں بدلتے

ایک کہاوت ہے کہ۔ چھلنی سوپ سے پوچھے کہ تم میں کتنے سوراخ ہیں جنکی کتابوں میں بے شمار تبدیلیاں ہوئی ہوں وہ چیلنج کرے، بڑا ہی مقام تعجب ہے ”تقویۃ الایمان“ جسکا درجہ آپ حضرات کے نزدیک قرآن شریف سے بڑھکر ہے اسمیں بھی عبارت و مفہوم کو بدل دیا گیا ہے، تقویۃ الایمان کے بیسیوں ایڈیشنوں میں لکھا ہے

ف،، یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں، لیکن اب جدید اور دیگر مقامات سے چھپنے والے جدید ایڈیشنوں میں لکھا ہے و یعنی ایک نہ ایک دن میں بھی فوت ہو کر آغوش لحد میں جا سوؤں گا (مطبوعہ جدہ) پھر تقویۃ الایمان ناشر فیصل پبلیکیشنز

دیوبند کے صفحہ ۱۰۰ پر بھی یہی تحریف شدہ عبارت ہے، تو معلوم ہوا کہ جس کتاب کا درجہ دیوبندیوں کے نزدیک قرآن سے زیادہ ہے، جب اسمیں عبارت بدل ڈالی گئی ہے تو پھر اور کتابوں کی کیا حیثیت

فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۵۰ پر ہے اس کا (یعنی تقویۃ الایمان) کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام اور موجب اجر کا ہے، بلا شبہ قرآن پر ایمان لانا لازمی وضروری ہے جسکا قرآن پر ایمان نہیں وہ مسلمان نہیں مگر قرآن کا پڑھنا اور رکھنا عین ایمان نہیں ہے، عین ایمان کا مطلب یہ ہوا کہ جسکے گھر میں قرآن شریف نہیں یا قرآن شریف کو پڑھا نہیں وہ مسلمان نہیں حالانکہ ایسی بات نہیں اگر کوئی مسلمان اپنے گھر قرآن شریف نہیں رکھا ہے، یا قرآن پاک کو پڑھا نہیں ہے یا پڑھتا نہیں ہے پھر بھی وہ مسلمان ہے، مگر گنگوہی صاحب کے نزدیک جو تقویۃ الایمان نہیں رکھا یا نہیں پڑھا وہ مسلمان نہیں، اس فتویٰ سے ثابت ہوا کہ تقویۃ الایمان کے لکھنے اور چھپنے سے پہلے کوئی شخص بھی مسلمان نہیں تھا، اور آج بھی جسکے گھر تقویۃ الایمان نہیں ہے یا وہ پڑھا نہیں ہے تو وہ مسلمان نہیں، اگر اس معیار سے دیکھا جائے تو ۹۰ فیصدی مسلمان اسلام سے خارج ہو جائیں گے،

ایک اور حوالہ ملاحظہ کریں اور اپنی کذب بیانی پر ماتم کریں، فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ بار اول افضل المطابع مراد آباد میں صفحہ ۱۵۰ جلد سوم میں ہے،، سوال۔ گائے کی اوجھڑی اور کپورے کھانے درست ہیں یا نہیں،، جواب۔ درست ہے فقط،،

مگر بعد کے تمام مطبوع میں کپورے کھانے کو بلکہ کھیری کھانی کر دیا ہے، امجوب مطبوع کراچی ص ۴۵۵

یقیناً کتابوں میں ایمان افروز عبارات ہیں جو قابلِ دید اور قابلِ مطالعہ ہیں اب کچھ ایمانی کتابوں کی حیا سوز عبارات بھی ملاحظہ فرمائیں،، اور دیوبندی اکابر کی بے حیائیوں پر تھو تھو کریں،،

مکتب کے لڑکوں نے حافِظ جی (تھانوی صاحب) کو نکاح کی ترغیب دی کہ حافظ جی نکاح کرلو بڑا مزہ ہے، حافِظ جی نے کوشش کرلیا،، اور رات بھر روٹی لگا لگا کر کھائی مزہ کیا خاک آتا صبح کو لڑکوں پر خفا ہوتے ہوئے آئے کہ سسرے کہتے تھے کہ بڑا مزہ ہے بڑا مزہ ہے، ہم نے روٹی لگا کر کھائی ہمیں تو نہ نمکین معلوم ہوئی نہ میٹھی نہ کڑوی لڑکوں نے کہا کہ حافِظ جی مارا کرتے ہیں، آئی شب حافظ جی (تھانوی صاحب) نے بیچاری کو زدکوب کیا (پٹائی کی) دے جوتا دے جوتا تمام محلہ جاگ اٹھا اور جمع ہوگیا، اور حافظ جی کو بڑا کچھ کہا صبح آئے اور کہنے لگے کہ سسروں نے دق کر دیا رات ہم نے مارا بھی کچھ مزہ نہ آیا، اور رسوائی بھی ہوئی تب لڑکوں نے کھول کر حقیقت بیان کی کہ مارنے سے مراد یہ ہے اب جو شب آئی تب حافِظ جی کو حقیقت منکشف ہوئی، صبح کو جو آئے تو مونچھوں کا ایک اِک بال کھِل رہا تھا، اور خوشی میں بھرے ہوئے تھے۔ (افاضات الیومیہ جلد ۴ ص ۱۴۲ وجلد سوم ۲) بحوالہ دیوبندی کی خانہ تلاشی

ایک اور عبارت پیش کر رہا ہوں جس سے بے حیائی کی حد ہوتی نظر آئے گی۔

ہو لوی اشرف علی تھانوی صاحب کے ماموں کا واقعہ ہے ماموں صاحب بولے کہ میں بالکل ننگا ہو کر بازار میں ہو کر نکلوں اس طرح کہ ایک شخص تو آگے سے میرے عضوِ تناسُل (آگے والا آلہ) کو پکڑ کر کھینچے ساتھ میں لڑکوں کی فوج ہو اور یہ شور مچاتے جائیں بھڑوا ہے بھڑوا ہے،، اور اس وقت میں حقائق اور معارف بیان کروں (افاضات الیومیہ جلد ۷، ص۸۳ سطر ۱) حقائق و معارف بیان کرنے کا ایک نیا انداز ہے، علمائے دیوبند کو اس پر ضرور عمل کرنا چاہیئے،،

نمونے کے طور پر کچھ اور عبارتیں ملاحظہ فرمائیں

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے ٭ نہ کھلتے راز سربستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

دیوبندیوں کے نزدیک پیغمبر گاؤں کے زمین دار اور چودھری جیسے ہیں حوالہ ملاحظہ فرمائیں (۱) تقویۃ الایمان ص۲۷، جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمین دار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے، (۲) ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے، تقویۃ الایمان ص۱۶ دیوبندیوں کے نزدیک نماز میں حضور اکرم کا خیال لانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے، اور حضور کا خیال چونکہ تعظیم کے ساتھ آتا ہے لہٰذا شرک کی طرف کھینچ لے جاتا ہے،، صراطِ مستقیم "مترجم" ص۹۷ بمقتضائے ظلمت بعضُھا فوق بعض زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے، اور شیخ یا اسی جیسے

اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے بُرا ہے کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم، بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو، وہ شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے

(۴) پھر یہ کہ آپکی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب ہے، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اسمیں حضور کی کیا تخصیص ہے، ایسا غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنوں (پاگل دیوانہ) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے، حفظ الایمان ص ۸

(۵) دیوبندیوں کا کہنا ہے کہ رسول اللہ کو اردو زبان اس وقت آئی جب ہم لوگوں سے معاملہ ہوا، حوالہ ملاحظہ فرمائیں، براہین قاطعہ، ص ۲۶، بحوالہ قہر آسمانی)

ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپکو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپکو یہ کلام کہاں سے آگئی، آپ تو عربی ہیں،، فرمایا کہ جب سے علما مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا، (آپکو یہ کلام کہاں سے آگئی) پر غور کریں اور انکے فصیح و بلیغ اردو بولنے پر داد دیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جو استاذ بنتے ہیں انکا یہ معاملہ ہے،

(۶) دیوبندیوں کا کہنا ہے کہ رسول اللہ نے ہمارے پیر کے مہمانوں کا کھانا پکایا حوالہ ملاحظہ کیجئے،، تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۴۶ ایک دن اعلیٰ حضرت نے خواب دیکھا کہ

آپکی بھاوج آپکے مہمانوں کا کھانا پکارہی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپکی بھاوج سے فرمایا، اُٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے،، اس کے مہمان علماء ہیں، اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاوں گا

(۷) علمائے دیوبند کے نزدیک امتی عمل میں نبی کے برابر ہوسکتا ہے بلکہ بڑھ سکتا ہے

حوالہ ملاحظہ فرمائیں،، تحذیر الناس) مصنفہ محمد قاسم نانوتوی ص۵ انبیا اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل تو اسمیں بسا اوقات بہ ظاہر امتی مساوی (برابر) بلکہ بڑھ جاتے ہیں

(۸) دیوبندیوں کے نزدیک شیطان اور ملک الموت کا علم رسول کے علم سے زیادہ ہے

حوالہ ملاحظہ کیجئے (براہین قاطعہ ص۵۱)

الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے

(۹) دیوبندیوں کی سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں گستاخی

حوالہ ملاحظہ کیجئے:۔ ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنیوالی ہیں انہوں نے مجھ سے کہا (اشرف علی) کا ذہن معاً اس کی طرف منتقل ہوا کہ کمسن عورت ہاتھ آئیگی اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے

نکاح کیا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا، اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے،،

شیخ الاسلام نمبر ۵۹ پر ہے وہ تم نے کبھی خدا کو بھی اپنے گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے کبھی خدا کو بھی اس کے عرش و عظمت و جلال کے نیچے فانی انسانوں سے فروتنی کرتے دیکھا ہے تم کبھی تصور بھی کر سکے کہ ربّ العلمین اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کر تمہارے گھروں میں بھی آکر رہے گا، تم سے ہمکلام ہوگا، تمھاری خدمتیں کرے گا،،

بھوجپوری صاحب! یہ شیخ الاسلام مولوی حسین احمد کو ہی تو خدا کہا جا رہا ہے

(۱۰) دیوبندیوں کے نزدیک مولانا رشید احمد گنگوہی حاجت روا ہیں۔ (مرثیہ رشید احمد گنگوہی)

حوالہ ملاحظہ کیجئے:۔ (مرثیہ رشید احمد گنگوہی)

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب :: گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

(۱۱) دیوبندیوں کے نزدیک ہدایت اور نجات مولانا رشید احمد گنگوہی کی اتباع پر ہی موقوف ہے

حوالہ ملاحظہ کیجئے:۔ تذکرۃ الرشید صـ ۱۷ (جلد دوم) سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد گنگوہی کی زبان سے نکلتا ہے، اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر

(۱۲) دیوبندیوں کے نزدیک مولانا تھانوی صاحب کا پاؤں دھو کر پینا نجات اخروی کا سبب ہے

حوالہ ملاحظہ فرمائیں:۔ تذکرۃ الرشید جلد ۱، صـ ۱۱۳

واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پاؤں کو دھو کر پینا نجات اخروی کا سبب ہے

(۱۳) دیوبندیوں کے نزدیک مولوی گنگوہی صاحب کی نعلین کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا ذریعہ نجات اور حصول برکات کا سبب سمجھا گیا ہے۔

حوالہ ملاحظہ کیجئے :۔ تذکرۃ الرشید جلد دوم ص۱۰۳ آپ (یعنی مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب) کی نعلین کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا ذریعہ نجات و حصول برکات کا سبب سمجھا گیا ہے

بحوالہ مراسم زیارت اس قسم کی عبارتیں اکٹھا کی جائیں تو کئی ضخیم کتابیں ہو سکتی ہیں انہیں پر اکتفا کیا جا رہا ہے،

پروردگار عالم گستاخان رسول کو صحیح سمجھ کی توفیق عطا فرمائے اور اس کتاب کو ذریعہ نجات بنائے "آمین"

بجاہ سید المرسلین وآلہ و اصحابہ اجمعین

خادم دین متین

محبوب احمد مصباحی

نوکِ خنجر کی عبارت آپ پڑھئے تو سہی
خون کے دھبے بتائیں گے کہ قاتل کون ہے

عارف سنبھلی صاحب (توہین رسول تم نے کی) اس کے صفحہ ۱۳۱ پر رقمطراز ہیں کہ
[نور و بشر۔ عالم ما کان و ما یکون کا عقیدہ شیعوں کا ہے۔ جسمیں احمد رضا خاں اور انکی ذریت اس عقیدہ کی حامل ہے، عقیدہ لم یکن لہ فیئ یعنی اللہ کے رسول کا سایہ نہ تھا یہ عقیدہ بھی خالص شیعوں کا ہے شیعوں کے سب سے بڑے محدث ملا محمد بن یعقوب الکلینی ۳۲۸ھ۔ نے امام محمد باقر سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سایہ نہ تھا، لم یکن لہ فیئ آپ کا سایہ نہ تھا ٹھیک یہی عقیدہ احمد رضا خانصاحب کا بھی ہے انہوں نے انارة الفیئ نام سے ایک کتابچہ لکھا جسمیں رسول کے سایہ نہ ہونے کا بے بنیاد عقیدہ پوری قوت کے ساتھ ثابت کر کے قوم سے منوانے کی کوشش کی ہے۔ اور شیعوں کی مشکل کو آسان کرنے کی سعی کی ہے، اور سنیوں کو گمراہ کرنے کی سازش رچی ہے،]

عارف سنبھلی صاحب (استاذ دار العلوم ندوة العلما لکھنو) نے اعلحضرت کو اس لئے شیعہ قرار دیا ہے کہ عالم ما کان و ما یکون کا عقیدہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پاک کا سایہ نہ ہونے کا عقیدہ شیعوں کا ہے۔ اور یہی عقیدہ اعلحضرت کا بھی ہے حالانکہ عالم ما کان و ما یکون کا عقیدہ اور سایہ جسم پاک رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے نہ ہونے کا عقیدہ صرف شیعوں کا ہی نہیں ہے۔ بلکہ یہ عقیدہ تو صحابہ کرام

اور بزرگانِ دین کا رہا ہے، یہ عارف سیفلی صاحب کی لاعلمی ہے ورنہ خود مشکوٰۃ شریف باب المعجزات صفحہ ۵۴۱ پر حدیث شریف موجود ہے، اگر یہ حدیث سمجھ میں نہیں آرہی تھی تو کم از کم کسی طالب علم سے ترجمہ سمجھ لئے ہوتے، علم غیب کے متعلق حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں۔

وعن ابی ھریرۃ قال جاء ذئب الی راعی غنم فاخذ منھا شاۃ فطلبہ الراعی حتیٰ انتزعھا منہ قال فصعد الذئب علیٰ تل فاقعی واستثفر وقال قد عمدت الی رزقٍ رزقنیہ اللہ اخذتہ ثم انتزعتہ منی فقال الرجل تا اللہ ان رایت کالیوم ذئب یتکلم فقال الذئب اعجب من ھذا رجل فی النخلات بین الحرتین یخبرکم بما مضےٰ وما ھو کائن بعدکم قال فکان الرجل یھودیا فجاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ واسلم فصدقہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے ایک چرواہے کی طرف آیا۔ اور اس نے بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری پکڑی چرواہے نے اس بھیڑیے کو ڈھونڈا یہاں تک کہ اس بکری کو اس سے چھڑالیا فرماتے ہیں کہ پھر وہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ گیا، اور اپنی دم کو اپنے دونوں پاؤں کے درمیان

دبا کر بیٹھ گیا اور کہا کہ میں نے اس رزق کا ارادہ کیا جو اللہ نے مجھے دیا تھا میں نے اس کو پکڑ لیا، پھر تو نے اسکو مجھ سے چھین لیا، چرواہے نے کہا خدا کی قسم میں نے آج کا سا معاملہ کبھی نہ دیکھا، کہ بھیڑیا باتیں کر رہا ہے، بھیڑیا بولا اس سے زیادہ تعجب ہے کہ ایک صاحب ان دونوں سنگستانوں کے درمیان کھجور کے درختوں یعنی مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہیں، کہ وہ تم کو ان باتوں کی جو تم سے پہلے ہو چکیں اور ان باتوں کی جو تمہارے بعد ہونے والی ہیں (ماکان و مایکون) سبکی خبر دیتے ہیں فرماتے ہیں کہ وہ چرواہا یہودی تھا۔ یہ واقعہ دیکھ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اور حضور کو اس واقعہ کی خبر دی، اور مسلمان ہو گیا، حضور نے اسکی خبر کی تصدیق فرمائی علمائے دیوبند سے بہتر تو وہ بھیڑیا ہے، جو ایک حیوان ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماکان و مایکون کے علم کا اعتراف کیا ہے

اور علمائے دیوبند انسان ہو کر عالم ماکان و مایکون کے منکر ہیں

قابل غور بات یہ ہے کہ جب یہودی چرواہا نے اس واقعہ کی خبر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعے کا انکار نہیں فرمایا بلکہ آپ نے اس واقعے کی تصدیق کی تصدیق کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ (ماکان و مایکون) کے علم کا جو اعتراف بھیڑیا نے کیا ہے وہ صحیح ہے ورنہ آپ انکار فرماتے کہ مجھے ماکان و مایکون کا علم نہیں ہے لیکن ایسی بات نہیں ہے بلکہ حضور نے اس واقعے کی تصدیق فرما کر ثابت فرما دیا کہ مجھے ماکان و مایکون کا علم ہے اب عارف صاحب اور کھوجپوری صاحب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہیں گے

عالم ما کان و ما یکون کا عقیدہ صرف اعلیٰ حضرت ہی کا نہیں

تفسیر حسینی میں ہے آیت کریمہ ،، وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (پ ۶) کے تحت ص۱۱۵ جلد ۱

آنچہ نہ بودی کہ بخود بدانی از خفیات امور و مکنونات ضمائر

و در بحر الرائق می فرماید کہ آں علم ما کان و ما یکون است کہ حق سبحانہ در شب اسری بدان حضرت عطا فرمودہ ، چنانچہ در احادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش بودم قطرہ در حلق من ریختند فعلمت بہا ما کان و ما یکون ، پس دانستم آنچہ بود و آنچہ خواہد بود

مخفی اور پوشیدہ امور میں سے جن چیزوں کا وجود نہیں انکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود جانتے ہیں ، بحر الرائق میں ہے کہ اس (علم) سے مراد (ما کان و ما یکون کا علم ہے ،

اللہ عزوجل نے شب معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم عطا فرمایا

جیسا کہ معراج والی حدیث میں اس کا ذکر ہے کہ عرش کے نیچے میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا ، تو اس کی برکت سے میں نے ہر گذشتہ و آئندہ امور کو جان لیا

تفسیر روح البیان میں ہے ،، وکذا صار علمہ محیطا بجمیع المعلومات الغیبیۃ الملکوتیۃ کما جاء فی حدیث اختصام الملئکۃ انہ قال فوضع کفہ علی کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت علم الاولین و الآخرین

وفی روایۃ علم ماکان وماسیکون (روح البیان) ص ۲۴ جلد ۶

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ کو محیط ہے جیسا کہ اختصام ملائکہ والی حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل نے اپنا دست قدرت میرے شانوں میں رکھا میں نے اپنے پستانوں کے درمیان برودت محسوس کی تو مجھے تمام اولین و آخرین کا علم حاصل ہو گیا۔ اور ایک روایت کے مطابق مجھے تمام گذشتہ و آئندہ ہونے والے امور کا علم ہو گیا

اشعۃ اللمعات، شرح مشکوٰۃ میں حضرت عبد الرحمٰن والی حدیث میں فعلمت ما فی السمٰوت والارض، کے تحت ہے۔ پس دانستم ہرچہ در آسماں بود وہرچہ در زمین بود عبارت است از حصول تمام علوم جزئی وکلی واحاطہ آں اشعۃ اللمعات ص ۳۵ جلد ۱) تو میں نے آسمانوں اور زمین کی ساری چیزوں کو جان لیا اس سے مراد یہ ہے کہ میں نے تمام جزئی وکلی علوم حاصل کر لئے اور ان سب کا احاطہ کر لیا۔

معلوم ہوا کہ (ماکان ومایکون) کے علم غیب کا عقیدہ صرف اعلیٰ حضرت ہی کا نہیں ہے بلکہ یہ عقیدہ تو اسلاف کرام اور بزرگان دین سے چلا آرہا ہے

عارف سنبھلی صاحب کے نزدیک جو رسولِ پاک کے جسم کا سایہ نہ مانے گویا وہ گمراہ ہے اور سنیوں کو گمراہ کرنے کی سازش رچ رہا ہے

عارف سنبھلی صاحب ہوش وحواس میں ہیں یا بدحواسی کے عالم میں ؟ ہمیں احساس ہورہا ہے کہ آپ بدحواسی کے عالم میں تب الفاظ ادا کر رہے ہیں

حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمہ کی کتاب کتاب الشفاء کھولئے اور پڑھئے۔ ارشاد فرماتے ہیں، وَمَا ذُكِرَ مِنْ اَنَّهُ كَانَ لَاظِلَّ لِشَخْصِهٖ فِي شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ

لِاَنَّهٗ كَانَ نُوْرًا وَاَنَّ الذُّبَابَ كَانَ لَا يَقَعُ عَلٰى جَسَدِهٖ وَلَا

ثِيَابِهٖ۔۔ کتاب الشفاء ص۳۶۸، مرکز اہل سنت برکات رضا امام احمد رضا روڈ فور بندر گجرات الھند

یعنی جو معجزات مذکور ہوئے ان میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کے جسم اقدس کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا تھا اور نہ چاندنی میں کیونکہ آپ نور تھے اور مکھی آپ کے جسم اطہر اور لباس پر نہیں بیٹھا کرتی تھی

امام نسفی تفسیر مدارک شریف میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث نقل فرماتے ہیں

قَالَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِنَّ اللّٰهَ مَا اَوْقَعَ ظِلَّكَ عَلَى

الْاَرْضِ لِئَلَّا يَضَعَ اِنْسَانٌ قَدَمَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ الظِّلِّ ص۱۳۵ سورہ نور

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ خدا عزوجل نے

آپ کا سایہ زمین پر پڑنے نہیں دیا، تاکہ اس پر کسی انسان کا قدم نہ پڑ جائے
حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں

ونبود مر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را سایہ نہ در آفتاب ونہ در قمر۔ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۲۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ، نہ آفتاب کی روشنی میں پڑتا تھا، نہ ماہتاب کی چاندنی میں،

علامہ ملا علی قاری ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا سورج کی روشنی میں چلتے وقت اور نہ چاند کی چاندنی میں

امام المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

از خصوصیات کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را در بدن مبارکش دادہ بودند کہ سایہ ایشاں بر زمیں نہ می افتاد، تذکرۃ الموتیٰ والقبور صفحہ ۱۳

جو خصوصیتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بدن میں عطا کی گئی تھیں، ان میں سے ایک یہ تھی کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا.

کہیے عارف سنبھلی صاحب حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمہ اور صاحب تفسیر مدارک اور شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور علامہ ملا علی قاری اور امام المحدثین شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی یہ سب شیعہ تھے اور آپ کے قول کے مطابق ان حضرات نے اپنی اپنی کتابوں میں اسی عقیدہ کا اظہار کر کے سنیوں کو گمراہ کرنے کی ایک سازش رچائے ہیں

مولوی رشید احمد گنگوہی پیشوائے دیوبند، امداد السلوک میں لکھتے ہیں کہ ،، بتواتر ثابت شدہ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نداشتند

کہ یہ حقیقت تواتر سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم پاک کا سایہ نہیں رکھتے تھے، وظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل می دارند

حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ نور کے سوا ہر جسم کا سایہ ہوتا ہے بحوالہ مقام نبوت ص۳۰

کہئے عارف صاحب و بھوج پوری صاحب مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب اپنی کتاب میں لکھ کر کس کو گمراہ کر رہے ہیں ظاہر بات ہے کہ دیوبندیوں ہی کو گمراہ کرنے کے لئے لکھے ہوں گے

صفحہ ۳۲ پر ایک شیعہ عالم کا مضمون شائع کیا ہے جو اعلیٰ حضرت کی تعریف و توصیف میں ہے

اس مضمون کو پیش کر کے عارف صاحب ایک تاثر پیش کرنا چاہتے ہیں کہ اگر اعلیٰ حضرت شیعہ نہ ہوتے تو پھر ایک شیعہ عالم ان کی تعریف کیوں کرتا، سچ کہا ھے کسی کہنے والے نے ،، خدا جب دین لیتا ہے ،، تو عقلیں چھین لیتا ہے

اعلیٰ حضرت کی ذات وہ ذات ہے کہ جن کی تعریف اپنے بیگانے سبھی کرتے ھیں چند نادانوں کے سوا، کون ہے جس نے آپکی تعریف نہ کی ہو،

عارف صاحب حقیقت پر پردہ ڈالنے سے حقیقت نہیں چھپتی

بلکہ حقیقت، حقیقت ہی رہے گی،

چند نمونے ملاحظہ فرمائیں

(۱) شاہ معین الدین ندوی

مولانا احمد رضا خاں صاحب مرحوم صاحب علم ونظر علمائے مصنفین میں تھے دینی علوم خصوصاً فقہ وحدیث پران کی نظر وسیع گہری تھی، مولانا نے جس دقت نظر اور تحقیق کے ساتھ علما کے استفسارات کے جوابات تحریر فرمائے ہیں اس سے انکی جامعیت علمی بصیرت قرآنی استحضار ذہانت اور طباعی کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے ان کے عالمانہ محققانہ فتوی مخالف وموافق ہر طبقہ کے مطالعہ کے لائق ہیں

ماھنامہ معارف ستمبر ۱۹۴۹

(۲) مولوی شبیر احمد عثمانی

مولانا احمد رضا خاں کو تکفیر کے جرم میں برا کہنا بہت ہی برا ہے کیونکہ وہ بہت بڑے عالم دین اور بلند پایہ محقق تھے، مولانا احمد رضا کی رحلت عالم اسلام کا ایک بہت بڑا سانحہ ہے، جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ رسالہ ہادی دیوبند ذی الحجہ ۱۳۶۹ھ

(۳) معارف اعظمگڈھ رقم طراز ہیں

مولانا احمد رضا خاں مرحوم اپنے وقت کے زبردست عالم مصنف اور فقیہ تھے، انہوں نے چھوٹے بڑے سیکڑوں فقہی مسائل سے متعلق رسالے لکھے ہیں

قرآن کا ایک سلیس ترجمہ بھی کیا ہے۔ ان علمی کارناموں کے ساتھ ساتھ ہزار ولہا فتوؤں کے جوابات بھی انہوں نے دیئے ہیں، ان کے بعض فتوے کئی کئی صفحے کے ہیں فقہ اور حدیث پر ان کی نظر بڑی وسیع ہے ان فتاوے میں بعض پیدا شدہ مسائل کے متعلق بھی فتوی ہیں جن کا جواب مولانا نے بڑی وسعت نظری سے دیا ھے

ان کے فتاوے اس قابل ہیں کہ ان کا مطالعہ کیا جائے ان سے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے

معارف اعظم گڈھ فروری ۱۹۶۲ء

ہفت روزہ شہاب لاہور

رقم طراز ہیں مولانا غلام علی صاحب نائب مولانا مودودی صاحب نے مولانا احمد رضا خاں صاحب کی کتابیں لے کر مطالعہ فرمائیں تو فرمایا حقیقت یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کے بارے میں اب تک ہم لوگ سخت غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں، ان کی بعض تصنیف اور فتاوے کے مطالعے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ جو علمی گہرائی میں نے ان کے یہاں پائی وہ بہت کم علماء میں پائی جاتی ہے اور عشق خدا اور رسول تو انکی سطر سطر سے پھوٹا پڑتا ہے

ہفت روزہ شہاب لاہور ۲۵ نومبر ۱۹۶۲ء

مولوی سید سلیمان ندوی

اس احقر نے جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی چند کتابیں دیکھیں تو میری آنکھیں خیرہ کی خیرہ ہو کے رہ گئیں۔ حیران تھا کہ واقعی مولانا بریلوی صاحب مرحوم کی ہیں

جن کے متعلق کل تک یہ سنا تھا کہ وہ صرف اہل بدعت کے ترجمان اور صرف چند فروعی مسائل تک محدود ہیں مگر آج پتہ چلا کہ نہیں ہرگز نہیں یہ اہل بدعت کے نقیب نہیں بلکہ یہ تو عالم اسلام کے اسکالر اور شاہکار نظر آتے ہیں جس قدر مولانا مرحوم کی تحریروں میں گہرائی پائی جاتی ہے اس قدر گہرائی تو میرے استاذ مکرم جناب شبلی حسن اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ اور حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی اور حضرت مولانا شیخ التفسیر علامہ شبیر احمد عثمانی کی کتابوں کے اندر بھی نہیں، جس قدر مولانا بریلوی کی تحریروں کے اندر ہے

ماہنامہ ندوہ اگست

مولوی اعجاز علی دیوبندی

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم دیوبندی ہیں اور بریلوی علم و عقائد سے ہمیں کوئی تعلق نہیں مگر اس کے باوجود بھی احقر یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اس دور کے اندر اگر کوئی محقق اور عالم دین ہے تو وہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہے کیونکہ میں نے احمد رضا خاں کو جسے ہم آج تک کافر، بدعتی اور مشرک کہتے رہے ہیں بہت وسیع النظر اور بلند خیال علو ہمت عالم دین صاحب فکر و نظر پایا ہے آپکے دلائل قرآن سنت کے متصادم نہیں بلکہ ہم آہنگ ہیں، لہذا میں آپکو مشورہ دوں گا اگر آپکو کسی مشکل مسئلہ جات میں کسی قسم کی الجھن درپیش ہو تو آپ بریلی میں جاکر مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی سے تحقیق کریں،

رسالۃ النور، تھانہ بھون
شوال المکرم

عارف صاحب کے کہنے کے مطابق یہ سب علمائے مذکور پاگل تھے، جو ایک شیعہ اور گستاخِ رسول کی کتابوں کے مطالعہ کرنے کی تاکید کر رہے ہیں

یہ سب علماء، طالب علمی کے زمانے میں انھیں کی طرح گھاس چھیلتے تھے یہ علمائے مذکور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی کتابوں کا عمیق نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد ہی یہ تاکید کر رہے ہیں، اور حکم صادر کر رہے ہیں کہ اگر آپ کو کسی مشکل مسئلہ جات میں کسی قسم کی الجھن در پیش ہو تو آپ بریلی میں جا کر مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے تحقیق کریں،

عارف صاحب اعلیٰ حضرت کی ذات سمجھنے کے لئے دور جانے کی ضرورت نہیں بلکہ اپنے گھر کی ہی بات ہے، یعنی ندوۃ العلماء کی کہ ۱۳۹۵ھ ۱۹۷۵ء میں ندوۃ العلماء (لکھنؤ) نے اپنے پچاس سالہ جشن تعلیمی منایا تو اس سلسلے میں عباسیہ ہال (کتب خانہ ندوہ) میں تعلیمی نمائش کا اہتمام کیا گیا، جہاں بڑے بڑے طغروں میں ہندوستان کی ممتاز علمی شخصیتوں کے نام اور ان کی بعض تصانیف فن وار درج تھیں عقائد و کلام کے طغرے میں فاضل بریلوی کی خاص الاعتقاد اور فقہ کے طغرے میں النیرۃ الوضیئۃ) کا بھی نام تھا،

ایک مشہور شامی عالم شیخ عبد الفتاح ابو غدۃ (پروفیسر کلیۃ الشریعہ محمد بن السعود یونیورسٹی ریاض) کی نظر جب فاضل بریلوی کی تصانیف پر پڑی تو انہوں نے فرمایا، اینَ مثلہ فتاویٰ امام احمد رضا البریلوی، امام احمد رضا فاضل بریلوی کا

مجموعہ فتاویٰ کہاں ہے۔ اُس وقت فتاویٰ رضویہ پیش نہیں کیا جاسکا بعد میں حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی صاحب نے پروفیسر موصوف سے پوچھا کہ وہ فاضل بریلوی کے مجموعہ فتاویٰ سے کیسے متعارف ہوئے انہوں نے جواباً کہا میرے ایک دوست کہیں سفر پر جارہے تھے، اُن کے پاس فتاویٰ رضویہ کی ایک جلد موجود تھی میں نے جلدی جلدی میں یک عربی فتاویٰ مطالعہ کیا عبارت کی روانی وکتاب وسنت واقوالِ سلف سے دلائل کے انبار دیکھ کر میں حیران وششدر رہ گیا، اور اس ایک ہی فتوی کے مطالعہ کے بعد میں نے یہ رائے قائم کرلی کہ یہ شخص کوئی بڑا عالم اور اپنے وقت کا زبردست فقیہ ہے"

(بحوالہ ملت کا ترجمان جام نور، مئی ۲۰۰۳ء صہ ۱۷)

عارف سنبھلی صاحب آپکے کہنے کے مطابق اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت دیوبندی تھے، یا جماعت اسلامی سے ان کا تعلق تھا، جبھی تو بھی اعلیٰحضرت کی تعریف کررہے ہیں اللہ کی پناہ، بھوجپوری صاحب صہ ۳۸ پر رقم طراز ہیں

رضا خانی جماعت کے بانی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب نے حدائق بخشش کے تیسرے حصے میں منقبت کے زیر عنوان ایسی ناپاک حرکتیں کیں ہیں اور ایسے اشعار لکھے ہیں جنکو کوئی شریف اور سنجیدہ آدمی کسی بازاری عورت کے بارے میں بھی نہیں لکھ سکتا، چہ جائیکہ تمام امت کی ماں کے بارے میں اسطرح لکھے ذرا رضا خانیوں کی بے حیائی کے نمونے ملاحظہ فرمائیں

توہینِ رسول کا پہلا نمونہ ص ۳۹ پر اور اس کا جواب

تنگ و چست انکا لباس اور وہ جوبن کا ابھار ؛ مسکی جاتی ہیں قبا سر سے کمر تک لے کر

یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن مرے دل کی صورت ؛ کہ ہوتے جاتے ہیں جامہ سے بیروں سینہ و بر

یا خمیر اسکے تنِ پاک پہ گلگوں جوڑا ؛ کلمنی کے در آویزہ گوش اطہر

حدائق بخشش حصہ سوم

بھوجپوری صاحب آپ اِن اشعار کو اعلیٰ حضرت کی جانب منسوب کرتے ہیں، جبکہ نہ تو یہ اشعار اعلیٰ حضرت کے ہیں، اور نہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں لکھے گئے ہیں، یہ خود علمائے دیوبند کی گستاخی اور شرارت ہے، کہ وہ اس طرح کے اشعار کو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ذات پر منطبق کر کے گستاخی کا ماحول پیدا کر رہے ہیں، اور ایسا وہ اس لئے کر رہے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جناب میں وہ گستاخی کر چکے ہیں،

جیسا کہ اپنی کمسن مریدنی کے ساتھ، مولوی اشرف علی تھانوی نے بڑھاپے میں جو شادی کی تھی اس کی رسوائیوں پر پردہ ڈالنے کیلئے انہوں نے ایک واقعہ بیان کیا ہے جسکی اشتعال انگیز عبارت ملاحظہ فرمائیں،

ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر تھانوی کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں

انہوں نے مجھ سے کہا کہ میرا ذہن معاً اسی کمسن بیوی کی طرف منتقل ہوا، اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا، اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں۔ وہی قصہ یہاں ہے۔

رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۵ھ صفحہ ۸

کوئی بے غیرت بدنصیب اور رذیل ہی شخص ہوگا جو یہ کہے گا اسے کمسن بیوی ہاتھ لگے گی ماں کے متعلق اپنے گھر آنے کی خبر معلوم کر کے یہ بات لکھ کر تھانوی صاحب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں جو ناقابل برداشت گستاخی کی ہے، وہ محتاج بیان نہیں۔

بھوجپوری صاحب آپ ص ۴۶ پر شریعت کا حکم صادر فرما چکے ہیں (فانہ لاتوبۃ فیہ) امت کی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی توہین کرنے والے کی توبہ قبول نہیں اگر قبول ہوتی تو آخرت کا عذاب کیوں ہوتا۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں زبردست گستاخی کی ہے، ایسی گستاخی کہ اگر وہ توبہ بھی کریں تو انکی توبہ کبھی قابل قبول نہیں اور یہاں معاملہ یہ ہے کہ انہوں نے توبہ کیا ہی نہیں ہے گستاخی کر کے دنیا سے رخصت ہو گئے

بھوجپوری صاحب جب یہ اشعار اعلیٰ حضرت کے ہیں ہی نہیں تو، ان اشعار کو اعلیحضرت کی طرف منسوب کرنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے

آپنے خود ہی توہین رسول تم نے کی) اس کے صفحہ ۵ پر مولوی محبوب علی خاں صاحب کا معافی نامہ حسب ذیل تحریر فرمایا ہے۔ حدائقِ بخشش حصہ سوم میں حضرت سیدنا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لئے قصیدہ مدحیہ میں چند اشعار جن کا مضمون شرعاً قابل اعتراض اور حضرت ام المومنین کیلئے مقامِ مدح کے سراسر منافی ہے فقیر کے تساہل و رتغافل کی وجہ سے شائع ہو گئے

بفضلہ تعالیٰ فقیر اپنے رب عزوجل کے حضور میں بوسیلہ شفیع المذنبین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم توبہ نصوح کرتا ہے۔ اور اپنے اس سہو ونسیان اور لغزسِ بشری پر صمیم قلب سے اظہار ندامت کرتے ہوئے سارے مسلمانوں اور گرامی سیدتنا صدیقہ کبریٰ رضی اللہ عنہا سے عفو وبخشش کا طالب ہے۔ ساتھ ہی اس کا بھی اعلان کرتا ہے کہ اس قابل مواخذہ شرعیہ ترتیب شعری کو حضور سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی کی طرف نسبت کرنے سے فقیر اپنی انابت و برأت کرتا ہے

بھوجپوری صاحب یہ اشعار اعلحضرت کے نہیں ہیں بلکہ کسی دوسرے کے اشعار ہیں جن کو بغیر تحقیق کے شائع کر دیا گیا، جسکی بنیاد پر مولانا محبوب علی خاں نے اعلانِ توبہ کیا ہے، ان سب کے باوجود ان اشعار کو اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کرنا کتنی بڑی حماقت ہے کتنا بڑا سفید جھوٹ ہے جھوٹ بول کر لعنۃ اللہ علی الکذبین کا قلادہ اپنے گردن میں کیوں ڈال رہے ہیں اگر یہ اشعار اعلیٰ حضرت کے ہیں جیساکہ آپکا دعویٰ ہے، تو پھر مولوی محبوب علی خاں کو توبہ کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی

معلوم ہوا کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت کے ہیں ہی نہیں، یہ علمائے دیوبند کی شرارت ہے جو زبردستی اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کرتے ہیں، اعلیٰ حضرت کا دامن پاک ہے

غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھکو آتا ہے نظر: دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

صـ ۳۲ پر عارف سنبھلی صاحب اعلیٰ حضرت کو شیعہ ثابت کرنے کے لئے رقمطراز ہیں۔ شیعہ عقائد میں ہے کہ، حضرت انبیاء کرام اپنی قبروں میں اپنی بیویوں سے مصروف رہتے ہیں اس لئے انکے یہاں کسی نبی کی قبر پر جھانکنے کی اجازت نہیں، شیعوں کے جلیل القدر محدث محمد یعقوب الکلینی نے اصول کافی میں باضابطہ باب باندھا ہے، کیا ٹھیک یہی عقیدہ احمد رضا خاں صاحب نے الملفوظ کے حصہ سوم صـ ۲۸ پر بعینہ علامہ زرقانی کے حوالے سے نہیں بیان کیا ہے انبیاء علیہم السلام کی قبور مطہرہ میں ازواج پیش کی جاتی ہیں اور ان کے ساتھ شب باشی کرتے ہیں (نعوذ باللہ من ذلک) کیا اب بھی کسی کو شبہ ہے کہ احمد رضا خاں شیعہ نہیں تھے، اور تقیہ کر کے سنی بنے تھے

صـ ۵۵ پر کھوجپوری صاحب نے بھی اسی کو اپنا موضوع سخن بنایا ہے

بنام، توہین رسول کا تیسرا نمونہ

عارف صاحب نے اعلیٰ حضرت کو شیعہ اسلئے کہا ہے کہ: شیعوں کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور انکی بیویاں ان حضرات کی بارگاہ میں پیش کی جاتی ہیں

اور شب باشی کرتے ہیں، اور یہی عقیدہ اعلیٰ حضرت کا بھی ہے لہذا اعلحضرت شیعہ ہوئے،

گویا عارف صاحب نے ایک معیار مقرر کر دیئے ہیں کہ جس کسی کا کوئی ایک عقیدہ یا کچھ عقائد شیعوں کے ایک عقیدہ یا کچھ عقائد سے مل جائے وہ شیعہ ہے،

اب اسی معیار پر پرکھکر بتا دینا ہے کہ کون شیعہ ہے اور کون نہیں،

اچھا عارف صاحب شیعوں کا عقیدہ ہے کہ خالق اللہ ہے قیامت آنی ہے، حشر و نشر ہونا ہے، اور آپکا بھی یہی عقیدہ ہے کہ مرنا ہے، قیامت آنی ہے، حشر و نشر ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ بھی شیعہ ہیں، جو تقیہ کرکے دیوبندی بنے ہوئے ہیں آپکو کیا خبر تھی کہ ہمارے ہی قانون کی بنائی ہوئی تلوار ہمارا اوپر چل جائیگی

بھوجپوری صاحب آپ ص۵ پر لکھتے ہیں کہ تیسری سب سے اہم بات جو بنیادی ہے وہ یہ ہے کہ قبر شریف اور برزخی زندگی میں ازواج سے ہم خواب ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے از روئے شرع غیر معقول بات ہے۔ اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برزخی زندگی کا حقیقی اور جسمانی ہونا تو بالکل درست ہے، جسکا کسی کو انکار نہیں لیکن آپکی بیویوں کے لئے وفات پا جانے کے بعد بھی جسم کا محفوظ رہنا شریعت مطہرہ سے ہرگز ثابت نہیں، حالانکہ ہم خوابی وغیرہ کا تصور باوجود طرفین کے جسم کے بغیر ناممکن ہے اور ازواج کی برزخی زندگی میں ان کے جسم کی حفاظت کا عقلی امکان و احتمال

نکالنا بالکل فرضی قسم کی بات ہوگی، جس پر کسی شرعی عقیدہ کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی

یہ حماقت صرف رضاخانی ہی لوگ کرسکتے ہیں

بھوجپوری صاحب آپ جس عقیدہ کو اعلیٰ حضرت کا اختراعی عقیدہ بنا رہے ہیں

تو وہ صرف اعلیٰ حضرت کا ذاتی عقیدہ نہیں ہے، بلکہ عقیدہ فریقین کے مسلم الثبوت امام

حضرت علامہ زرقانی کا ہے، یہ دیکھئے شرح مواہب لدنیہ جلد ششم ص ۱۶۹ پر ہے

انه علیه السلام حی فی قبره رسول الله ابد الآباد ای فی

جمیع الازمنه الصادق بما بعد موته الی قیام السا

عته (علی حقیقة الا المجاز) لحیاته فی قبره یصلی فیه

باذان واقامه

قال ابن عقیل الحنبلی ویضاجع ازواجه ویستمتع بهن اکمل

من الدنیا وحلف علی ذلك وهو ظاهر لا مانع منه

یعنی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم وصال کے بعد اپنی قبر میں حقیقی طور پر مجاز

کے شائبہ کے بغیر زندہ ہیں قیام قیامت تک تمام زمانوں میں بلکہ ابد الآباد تک اللہ

کے رسول ہیں وہ اپنی قبر میں زندہ ہیں اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں

امام ابن عقیل اس پر اضافہ فرمایا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

دنیا سے زیادہ کامل طور پر اپنی بیویوں سے شب باشی اور ان سے تمتع فرماتے ہیں امام ابن عقیل

نے اس عقیدے پر حلف شرعی اٹھائی اور امام زرقانی نے اس کو مقرر رکھا

اور اسکی تصدیق کرنے فرمایا۔ وھو ظاھر لامانع منہ یعنی ورد یعنی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیویوں سے شب باشی اور استمتاع فرمانا بالکل ظاہر ہے اس سے کوئی ممانعت نہیں علاوہ بریں جب دنیوی زندگی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ازواج مطہرات کا پیش ہونا اور ان سے شب باشی فرمانا توہین نہیں تو اب جب کہ اس دنیوی زندگی سے بدرجہا زائد طاقت ور اور آخرت کی زندگی ہے تو کیسے توہین ہو سکتی ہے

خود بانی دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب جمال قاسمی کے۔ ص ۱۶ پر اس عقیدہ کا اظہار کیا ہے، کہ قبر شریف میں حضور کی زندگی حقیقی اور جسمانی ہے اور وفات کے بعد بھی حضور کا رشتہ نکاح ازواج طیبات کے ساتھ باقی ہے

بھوجپوری صاحب آپ لکھتے ہیں کہ رسول پاک کی برزخی زندگی کا حقیقی اور جسمانی ہونا تو بالکل درست ہے جس کا کسی کو انکار نہیں۔ لیکن آپکی بیویوں کے لئے وفات پا جانے کے بعد جسم کا محفوظ رہنا شریعت مطہرہ سے ہرگز ثابت نہیں

حالانکہ ہم خوابی وغیرہ کا تصور باوجود طرفین کے جسم کے بغیر ناممکن ہے

بھوجپوری صاحب اگر ذرا بھی شعور ہوتا تو اس قسم کی باتیں تحریر نہ کرتے

مواہب لدنیہ کی عبارت میں صاف تحریر ہے، ویضاجع ازواجہ ویستمتع بھن

اور آپ اپنی ازواج کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں اور تمتع فرماتے ہیں

شب باشی اور استمتاع فرمانے کیلئے ازواج کا جسم مع الروح ہونا ضروری ہے اسی عبارت سے ازواج مطہرات کے جسم کا محفوظ رہنا ثابت ہو رہا ہے

عالم برزخ کا معاملہ غیر مدرک بالقیاس ہوتا ہے اسلئے آپکا اپنے قیاس سے بکواس کرنا سراسر فضول اور بیکار ہے پیارے! اس دنیا کا معاملہ اور ہے اور عالم برزخ کا معاملہ اور ہے

ایک قلمی فتویٰ ملاحظہ فرمائیے جو ۱۹۹۴ء میں مدرسہ دیوبند سے جاری کیا گیا ہے جس میں اعتراف کیا گیا ہے کہ مواہب لدنیہ جو علامہ قسطلانی کی ہے جو معتبر مصنف اور محدث ہیں، اور علامہ زرقانی بھی معتبر مصنف ہیں، جو شارح ہیں،

جب زندگی کی ساری علامتیں پائی جاتی ہیں تو ازواج سے ملنا بھی عالم برزخ میں تعجب کی چیز نہیں ہے یہ بھی زندگی کی علامت ہے عالم برزخ کا معاملہ غیر مدرک بالقیاس ہوتا ہے اسلئے زید کا اپنے قیاس سے ابن عقیل کے قول کی تغلیط کرنا صحیح نہیں، ماتن اور شارح اور انکی عبارتیں سب معتبر ہیں۔

مفتیان دیوبند کے نزدیک جب مواہب لدنیہ کی عبارت صحیح اور کتاب معتبر تو وبضاجع ازواجہ ویستمتع بھن بھی صحیح اور جب یہ صحیح تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی قبر میں اپنی ازواج کے ساتھ شب باشی کرنا اور ان سے استمتاع فرمانا بھی صحیح ہے

اس معاملہ میں جو عقیدہ اعلیٰ حضرت کا ہے وہی عقیدہ مفتیان دیوبند کا بھی ہے

لہٰذا اگر یہ عقیدہ رکھکر رضاخانی حضرات نے حماقت کی ہے تو وہی عقیدہ رکھکر مفتیانِ دیوبند نے بھی آپکے نزدیک حماقت کی ہے، اب یہ اعلان کرنا آپکا کام ہے کہ مفتیانِ دیوبند نے رسول پاک کا اپنی قبر میں اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ شب باشی کرنے

اور ان سے استماع فرمانے کو صحیح کہا ہے۔ لہٰذا سب مفتیان دیوبند گدھا پنی کا کام کئے ہیں اور سب گدھے ہیں صرف میں صحیح ہوں

صفحہ ۵۸ پر آپ لکھتے ہیں

خاں صاحب کا مذکورہ عقیدہ اگر بفرض محال درست بھی مان لیا جائے جب بھی خاں صاحب نے اس عقیدہ کی تعبیر ایسے گندے لفظ سے کی ہے جوان کو ایمان کے دائرے سے خارج کر دیتا ہے،

بھوجپوری صاحب آپکا دماغی توازن اتنا بگڑا کیوں گیا ہے کہ لفظ شب باشی کو آپ گستاخی پر محمول کر رہے ہیں اور اعلیٰ حضرت کو دائرہ اسلام سے خارج کر رہے ہیں اگر یہ گستاخی ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے تو یہی عقیدہ مفتیان دیوبند کا بھی ہے لہٰذا، یہ حضرات بھی یہی عقیدہ رکھکر دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے اگر یہ عقیدہ غلط ہے تو غصہ تو حضرت علامہ زرقانی اور حضرتِ علامہ ابن عقیل پر اتارنا چاہیئے تھا، کیونکہ جس عقیدہ کی بنیاد پر آپ نے اعلیٰ حضرت کو دائرہ اسلام سے خارج کیا ہے تو یہ عقیدہ تو علامہ زرقانی کا ہے اور علامہ ابن عقیل کا ہے۔ تو گویا کہ آپکے معیار کے مطابق یہ دونوں حضرت بھی اسلام سے خارج ہو گئے

پھر آپ بدحواسی کے عالم میں صفحہ ۵۶ پر لکھتے ہیں کہ۔ احمد رضا خاں صاحب خارج از اسلام ہیں۔ آپنے اعلیٰ حضرت کو اسلام سے خارج کر دیا ہے۔ گویا کہ اعلیٰ حضرت کافر ہو گئے حالانکہ علماء دیوبند نے اعلیٰ حضرت کو مسلمان مانا ہے

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کی ساتویں جلد ہے اس میں آپکے مفتی صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی اوران کے ماننے والے مسلمان ہیں

پھر مزید ایک قلمی فتویٰ ملاحظہ فرمایئے۔ جو ۷۴ھ کا ہے اسمیں بھی اعلیٰ حضرت کے ماننے والوں کے متعلق یہ صراحت موجود ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی اور اُن کے ماننے والے مسلمان ہیں

ایک فتویٰ جنوری ۸۰ء میں مدرسہ دیوبند سے جاری کیا گیا ہے جسمیں یہ اعتراف کیا گیا ہے کہ اعلیٰ حضرت اوران کے ماننے والے مسلمان ہیں

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کمالاتِ اشرفیہ کے صـ ۳۸۱ پر علمائے بریلی کے متعلق یہ اعتراف کیا ہے کہ بریلوی والوں کے پیچھے ہماری نماز ہو جائیگی۔ وہ ہمیں کافر کہتے ہیں لیکن ہم انھیں کافر نہیں کہتے۔ معلوم ہوا کہ علمائے دیوبند کے نزدیک اعلیٰ حضرت کافر نہیں بلکہ امام اور مسلمان ہیں۔

کسی مومن یا مسلم امام کو اسلام سے خارج ماننا کیسا ہے اسے بھی آپ سماعت فرمالیں

آپنے خود ہی اس کے متعلق اپنی کتاب کے شروع میں تحریر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی کسی دوسرے پر فسق یا کفر کا بہتان لگاتا ہے حالانکہ وہ فاسق یا کافر نہیں ہے تو یہ فسق اور کفر خود بہتان لگانے والے پر لوٹتا ہے (رواہ البخاری)

آپکے اکابر نے اعلیٰ حضرت کو مسلمان مانا اور انھیں امام جانا اور آپ انھیں دائرہ اسلام سے خارج اور کافر اور گستاخِ رسول مانتے ہیں

گویا کہ آپکے اکابر ایک گستاخ رسول اور دائرہ اسلام سے خارج شخص کو مسلمان مان کر کافر ہوئے۔ یا تو پھر آپ ایک مسلمان کو کافر کہہ کے خود کافر ہوئے۔

کل میاں حجام سب کا مونڈتے پھرتے تھے سر
آج اس کوچہ میں انکی بھی حجامت بن گئی

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

آپ اعلیٰ حضرت کے خلاف یہ الزام تراش رہے ہیں کہ اعلیٰ حضرت توہین رسول کئے ہیں اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کئے ہیں اگر یہ الزام صحیح ہے، تو بتایئے کہ آپکے اکابر علمائے دیوبند نے ایک ایسے شخص کو مسلمان مانا جنھوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کی ہے لہذا یہ سب دائرہ اسلام سے خارج

حفظ الایمان، براہین قاطعہ وغیرہ کی کفری عبارت لکھ کر علمائے عرب و عجم کے نزدیک آپکے اکابر کافر تو تھے ہی ایک نیا کفر آپنے بھی ان کے سر پہ لاد دیا، آپنے ان کے ساتھ یہ کون سی ہمدردی کا ثبوت دیا ہے، کہ اپنے اکابر کے کفر کو اٹھانے کے بجائے ایک اور کفر سر پہ لا دیا۔ اگر ذرا بھی غیرت ہے تو اپنے اور اپنے اکابر کے کفر کو اٹھایئے، یا پھر اپنی عاجزی کا اعتراف کرتے ہوئے اعلان کر دیجئے کہ کتاب کا لکھنا اب میرے بس کی بات نہیں ہے، اور میں علمائے دیوبند کے اوپر سے کفر اٹھانے سے قاصر و مجبور ہوں

بھوجپوری صاحب آپکا اعتراض ہے کہ زرقانی میں ابن عقیل کا قول صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے، اور الملفوظ میں تمام انبیاء کرام کے لئے ثابت کیا گیا ہے آپکا اعتراض کرنا لاعلمی کی بنیاد پر ہے، اس لئے کہ جب کوئی بات کسی صنف یا کسی نوع کے ایک فرد یا چند افراد کیلئے ثابت ہو تو، پوری صنف اور نوع کی طرف اسکی نسبت درست ہے

جیسے قرآن پاک میں فرمایا گیا اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا۔ انسان بے صبرا پیدا کیا گیا اسی طرح فرمایا گیا، وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۔ انسان سب سے بڑا جھگڑالو ہے

بھوجپوری صاحب کیا انسان کا ہر فرد بے صبرا ہے؟ کیا انسان کا ہر فرد سب سے بڑا جھگڑالو ہے اسی طرح اگرچہ ابن عقیل نے یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لکھی ہے تو اسکی اسناد صنف کی انبیاء کرام کی طرف کرنے میں کوئی حرج نہیں

بھوجپوری صاحب آپ ص۵ پر لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برزخی زندگی کا حقیقی اور جسمانی ہونا تو بالکل درست ہے جسکا کسی کو انکار نہیں،

یہ بھی غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں اسلئے کہ یہ آپکا عقیدہ ہے ہی نہیں آپکا جو عقیدہ ہے خود تقویۃ الایمان کے اندر موجود ہے، (میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں)

تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی ص۱۰۲ ناشر (ہلال بک ڈپو مبارکپور)

معلوم یہ ہوا کہ ص۵ پر جو آپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تحریر کیا ہے وہ آپکا عقیدہ نہیں ہے بلکہ آپکا عقیدہ وہی ہے، جو تقویۃ الایمان میں ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے

اسی لئے آپکو یُضاجعُ اَزْوَاجَہٗ وَیَتَمَتَّعُ بِھِنَّ سے دھوکا ہُوا ہے کہ جب رسولِ پاک مر کر مٹی میں مل گئے تو یہ قبر میں زندہ ہو کر اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ شب باشی کیسے کرتے ہیں جب کہ خود رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں .. اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۱

اللہ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کا کھانا حرام کردیا ہے لہذا، اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں

بھوجپوری صاحب خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ عالمِ برزخ کا معاملہ غیر مدرک بالقیاس ہوتا ہے اس لئے آپکا اپنے قیاس سے ابن عقیل کے قول کی تغلیط کرنا سراسر غلط ہے

توہینِ رسُول کا چوتھا نمونہ ص ۶۴ پر مع جواب

آپ نے اسکے تحت وصایا شریف میں سے ایک وصیت نقل کیا ہے وہ وصیت یہ ہے کہ

رضا حسین، حسنین اور تم سب محبت و اتفاق سے رہو، اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو، اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا فرض سے اہم فرض ہے

بھوجپوری صاحب آپ لکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کا مذہب اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت ہوتی تو اتباع شریعت کو فرض کہتے

لیکن انہوں نے شریعتِ مصطفوی کی اتباع حتی الامکان کہہ کر شریعت مطہرہ اور رسول کی توہین کی ہے، شریعت کا استخفاف کیا ہے، اور اپنے دین و مذہب کو جسمیں، بدعات و خرافات و کفریات بھری پڑی ہیں، اسکی تابعداری اور اس پر مضبوطی سے قائم رہنے کو فرض سے اہم فرض قرار دیا ہے،

بھوجپوری صاحب کا یہ اعتراض صرف جہالت اور سرکشی کی وجہ سے ہے

اصطلاحًا عملی احکام کو شریعت کہا جاتا ہے، اور اعتقادیات کو دین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ احکام شرعیہ بقدرِ طاقت ہیں، جیسا کہ قرآن پاک میں موجود ہے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا (سورہ بقرہ پ۳ رکوع ۸) اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اسکی طاقت بھر، مگر ضروریات دینیہ پر ایمان ہر وقت ضروری ہے۔ اسمیں حتی الامکان کی شرطیں نہیں جیسا کہ قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے، اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ (سوا اس کے جو مجبور کیا جائے، اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو۔) پ۱۴ رکوع ۲۰ -

اس جواب سے ظاہر ہو گیا کہ اتباعِ شریعت کے ساتھ حتی الامکان کی قید نص قرآنی کے مطابق ہے اور دین و ایمان پر قائم رہنے کی مذکورہ تاکید اور اس کا ہر فرض سے اہم فرض ہونا بھی قرآن و حدیث کی ہدایات کے بالکل مطابق ہے،

۱۹ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ کی ایک مجلس شیخ زکریا سہارنپور کے ملفوظات میں مولانا تقی الدین ندوی مظاہری نے لکھا ہے، [اس مجلس میں مولانا منظور نعمانی اور مولانا ابوالحسن ندوی بھی شریک تھے]

ارشاد فرمایا مولوی منفعت علی صاحب جو میرے ابا جان (محمد یحییٰ کاندھلوی کے شاگرد تھے، بعد میں حضرت تھانوی صاحب سے ان کا تعلق ہوگیا تھا۔ انہوں نے مجھے ایک خط لکھا کہ تیری لیگ و کانگریس کے بارے میں کیا رائے ہے؟

میں نے جواب دیا کہ میں سیاسی آدمی ہوں، البتہ اپنے دونوں بزرگوں حضرت تھانوی اور حضرت مدنی کو آفتاب و ماہتاب سمجھتا ہوں ان دونوں میں جسکا اتباع کرو مفید ہوگا۔

ہمارے اکابر حضرت گنگوہی و حضرت نانوتوی نے جو ،، دین قائم کیا تھا اس کو مضبوطی سے تھام لو،، ___ اب رشید و قاسم پیدا ہونے سے رہے بس انکے اتباع میں لگ جاؤ

ص ۱۲۶ صحبتے با اولیاء مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ بار اول ۱۳۹۲ھ ۱۹۷۲ء
مجلس معارف، سرکیس سورت گجرات

خط کشیدہ الفاظ کو بار بار پڑھیے یہاں تو صراحت کے ساتھ لکھا ہوا ہے کہ حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی نے جو دین قائم کیا تھا،، اسکو مضبوطی سے تھام لو،

اپنے آنکھ کی شہتیر نظر نہیں آتی اور دوسروں کی آنکھوں میں تنکا تلاش کرتے پھرتے ہیں

اوروں پہ معترض تھے لیکن جو آنکھ کھولی
اپنے ہی دل کو ہم نے گنج عیوب پایا

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے صرف ازراہ محبت دین اسلام کو اپنا دین فرمایا ہے۔

جسکی بنیاد پر اعلیٰ حضرت کو نئے فرقے کا موجِد بنا رہے ہیں
میں آپ سے پوچھتا ہوں آپ کا دین اسلام ہے یا نہیں؟
اگر کہیے نہیں تو بحکمِ شریعت آپ کافر ہوئے، اگر کہیے ہاں! تو اسلام کو آپ نے اپنا دین کہا، اور دین کو اپنی طرف اضافت کرنے کا معنی آپ کے نزدیک گڑھا ہوا دین اور نیا فرقہ تو اسلام کو اپنا ایجاد کردہ دین بنا کر آپ کافر ہوئے،

اہل حق پر عیب ظالم تھوپتا ہے رات دن
چشم عبرت سے ذرا اپنی سیہ کاری تو دیکھ

مشکوٰۃ شریف باب اثبات القبر ص ۲۵ پر ہے کہ جب مردہ قبر میں دفنایا جاتا ہے تو منکر ونکیر مردہ سے پوچھتے ہیں، مَنْ رَبُّكَ، مَا دِیْنُكَ، تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ یوں نہیں کہتے کہ عَلیٰ اَیِّ دِیْنٍ کُنْتَ یعنی تم کس دین پر تھے، بلکہ کہتے ہیں کہ مَا دِیْنُكَ تمہارا دین کیا ہے، جواب دیا جاتا ہے دِیْنِیَ الْاِسْلَام، میرا دین اسلام ہے،
کہیے بھوجپوری صاحب؟ مردہ نے دین کی اضافت اپنی طرف کرکے آپ کے فیصلہ کے مطابق نیا دین مراد لیا ہے؟ مردہ کا کوئی اختراع اور ایجاد کردہ دین مراد ہے؟
قرآن پاک میں ہے، اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ، آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا،

آپکے کہنے کے مطابق تمہارے دین سے مراد کوئی نیا اور ایجاد کردہ دین مراد ہوگیا اللہ کی پناہ! اعتراض کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لینی چاہیے،

یہ دیکھئے، المہند ص۵ پر ہے (جنکو مولانا خلیل احمد نے تحریر فرمایا ہے

.... واقعی اس قابل ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جائے اور ان سب کو مذہب قرار دیا جائے اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ کا،

دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیں اور شرم و حیا سے زمین میں دھنس جائیں

سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد گنگوہی کی زبان سے نکلتا ہے

اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدیت

و نجات موقوف ہے میری اتباع پر، (تذکرۃ الرشید جلد دوم ص۱۷)

کہئے بھوجپوری صاحب اب قرآن و حدیث کی اتباع ضروری نہیں ہے، ہدایت و نجات کا دارومدار اب قرآن و حدیث نہیں ہے بلکہ رشید احمد گنگوہی پر موقوف ہے

اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے تو آپ چراغ پا ہونے لگے، ظاہر ہے کہ اعلیٰ حضرت مسلمان تھے، اور جب بھی کوئی مسلمان میرا دین و مذہب بولتا ہے، تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا ہے کہ کوئی نیا دین مراد لے رہا ہے، بلکہ ہر شخص یہی سمجھتا ہے کہ وہ اسلام ہی کو اپنا دین و مذہب کہہ رہا ہے، لیکن کیا کیا جائے جب کسی کے دماغ میں گوبر بھر جائے تو اس کا علاج کیا ہے،

اعلیٰ حضرت نے جو کتابیں تصنیف فرمائیں ہیں وہ کیسی ہیں پوچھئے شاہ معین الدین ندوی و مولوی شبیر احمد عثمانی و مولوی سید سلیمان ندوی، و مولوی اعجاز علی دیوبندی سے یہ حضرات آپکو بتائیں گے،

مولانا خلیل احمد نے جنکو تحریر کردیا وہ اس قابل ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جائے اور ان سب کو مذہب قرار دیا جائے، اب جو چیز قرآن و حدیث سے ثابت ہو، اس کو مذہب قرار دینے کی ضرورت نہیں یہ ہے آپکی تعصب پرستی،

آپ صفحہ ۶۵ پر لکھتے ہیں کہ۔ کسی چیز کو فرض قرار دینے کیلئے کتاب و سنت سے ثبوت چاہئے کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ میں کون سا ثبوت موجود ہے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو چھوڑ کر اس رضا خانی مجدد کے دین و مذہب کی اتباع کی جائے ظاہر ہے یہ ایک نیا دین ہے

بھوج پوری صاحب جب کسی چیز کی اتباع کرنے کیلئے ضروری ہے کہ کتاب و سنت سے ثابت ہو تو آپ بتائیں کہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ میں کون سا ثبوت موجود ہے کہ جس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو چھوڑ کر رشید احمد گنگوہی کی اتباع کی جائے، ظاہر ہے کہ خلیل احمد اور رشید احمد گنگوہی کا ایک نیا مذہب ہے جن کی اتباع کرنا مسلمانوں پر ضروری نہیں ہے بلکہ اس سے کنارہ کشی کرنا ضروری ہے

اعلیٰ حضرت نے تو اپنے فرزندوں کو اتباع شریعت کا حکم دیا تھا مگر رشید احمد گنگوہی تو خود اپنی اتباع کی دعوت دے رہے ہیں، اور یہی نہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر

استاذِ گرامی حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ، کسی کی اتباع پر نجات موقوف ہو، یہ شان صرف رسول کی ہوسکتی ہے،، نائب رسول ہونے کی حیثیت سے علمائے کرام کا منصب ہے کہ وہ لوگوں کو اتباعِ رسول کی دعوت دیں،

اپنے اتباع کی دعوت دینا قطعاً ان کا منصب نہیں ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رشید احمد گنگوہی اس منصب پر قناعت نہیں کرنا چاہتے ہیں، غالباً اسی بنیاد پر مرثیہ رشید احمد گنگوہی میں مولانا محمود الحسن صاحب نے یہ تحریر کیا ہے کہ

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے ⁂ مرے آقا مرے مولیٰ تھے بیشک شیخ ربانی

اس شعر میں مربی بمعنی رب العالمین ہے۔

ص ۴۹ پر آپ لکھتے ہیں کہ (میں مولانا احمد رضا خاں صاحب کا بحیثیت عالم احترام کرتا ہوں) کہئے جب آپ کے قول کے مطابق اعلیٰ حضرت نے توہین رسول کی ہے اور آیات قرآنیہ کا انکار کیا ہے، اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں تو بحیثیت عالم ہونے کے ان کا احترام اور تعظیم و تکریم کرنے کا کیا مطلب ہے؟

کیا آپ کو فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم نہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْاِسْلَامِ

(جس کسی نے کسی بدمذہب شخص کی تعظیم و تکریم کی اس نے اسلام کو منہدم کرنے پر اعانت کی)

آپکو ناموسِ رسالت کی اتنی فکر ہے تو پھر احترام کر کے آپ نے دین اسلام کو ڈھا کر اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو ٹھکرا کر کون سی عقلمندی کا کام کیا ہے:

ص ۸۵ پر توہینِ رسول کا دسواں نمونہ پیش کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے الملفوظ حصہ دوم ص ۱۴۶ پر عبدالرحمٰن قاری جو صحابی رسول ہیں انکو کافر لکھے ہیں

بھوزح پوری صاحب دنیا میں کون سی ایسی کتاب یا پوسٹر ہے جس کے بارے میں دعویٰ کے

ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ کتابت کی غلطیوں سے پاک ہے

مثال کے طور پر ،، الشہاب الثاقب ،، میں مولوی حسین احمد مدنی نے ، مولوی اشرف علی تھانوی کو دجالِ زمانہ لکھ دیا تھا ظاہر ہے کہ یہ کتابت ہی کی غلطی ہو گی

۵ ر اکتوبر ۲۰۰۰ء میں کوتھ بلیا سے جو پوسٹر اصلاحِ معاشرہ کے نام سے شائع ہوا تھا جسکی نظامت آپ نے کی تھی ، مولانا احمد اللہ صاحب استاذِ تفسیر و حدیث مئو کے نام کے آگے ماحیِ سنت لکھا تھا ، (سنت کا مٹانے والا) ظاہر ہے کہ یہ بھی کتابت ہی کی غلطی ہو گی

اسی طرح الملفوظ حصہ دوم میں بھی عبدالرحمٰن فزاری کی جگہ قاری لکھا گیا تھا ، اور اس کی تائید یوں بھی ہو رہی ہے کہ خود مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۳۴۸ پر عبدالرحمٰن فزاری ہی کا واقعہ ہے عبدالرحمٰن قاری کا نہیں ، اسی طرح مسلم شریف جلد دوم ص ۱۱۴ پر بھی عبدالرحمٰن فزاری ہی کا واقعہ ہے ، لہٰذا فزاری کی جگہ قاری کا لکھنا یقیناً کتابت ہی کی غلطی ہے

قابلِ غور بات یہ ہے کہ الاکمال میں عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کا ذکر ہے جسکے بارے میں ہے

وَھُوَ مِن جُملۃِ تابعی المدینۃ وعلمائہا

(یہ مدینہ کے تابعین و علماء میں سے ہیں)

۸۱ھ ہجری میں وفات پائی اس وقت ان کی عمر ۷۸ ، اٹھہتر سال تھی ،

بھوجپوری صاحب عبدالرحمٰن بن عبدالقاری صحابی ہوں یا تابعی یہ اور ہیں اور جسے الملفوظ میں عبدالرحمٰن کا فر لکھا گیا ہے وہ اور ہے ، اس لئے کہ یہ واقعہ غزوہ ذات القرد کا ہے ، جو ۶ھ محرم میں ہوا ۔

اور یہ عبدالرحمن جسکا تذکرہ الملفوظ میں ہوا وہ اسی واقعہ میں مقتول ہوا ، اور عبدالرحمن بن عبدالقاری کی ولادت سنہ ۹ھ میں ہوئی ، جو شخص بھی دنیا میں نہیں آیا اس کی طرف وہ واقعات کیسے منسوب ہو سکتے ہیں ، جو اس کی پیدائش سے تین سال پہلے رونما ہوئے ہو

بھوجپوری صاحب عبدالرحمن قاری نام کے اگر کوئی صحابی ہیں تو بتلایئے انکا تذکرہ کس کتاب میں ہے ،

ص۸۹ پر توہین رسول کا گیارہواں نمونہ آپنے پیش کیا ہے ، اس کا جواب الملفوظ حصہ چہارم سے آپ نے ایک ٹکڑا پیش کیا ہے ، کہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

بحمداللہ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جسمیں فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں لیکن الحمدللہ سنتیں کبھی نہ چھوڑیں نفل البتہ اسی روز سے چھوڑ دیئے ہیں الملفوظ حصہ چہارم ص۲۴۶ مکتبہ کلیمی رجسٹرڈ ۹۸/۲۰۶ ناظر باغ کانپور

آپ لکھتے ہیں کہ

دین مصطفوی میں کسی کی کوئی خاص ایسی حالت نہیں ہے جس پر فقہا نے معافی کی سند بخش دی ہو

ص۹۱ پر لکھتے ہیں کہ (رضاخانیت کے علم برداروں سے پرزور اپیل)

اگر اسلام میں ایسی کوئی خاص حالت ہے جس پر فقہا نے سنتوں کی معافی کی سند عطا کی ہو تو رضاخانیت کے علم برداروں سے پرزور اپیل ہے کہ اعلیٰ حضرت نے تو خاص حالت کا پتہ اور ٹھکانہ

نہیں تبلایا اور نہ قیامت تک تبلا سکتے ہیں وہ اسی مجہول حالت کو لئے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گئے، لیکن آپ حضرات ان کے خلف ورنہ صحیح جانشین ہیں، ان کی تمام پیچیدہ عبارتوں کی تاویلیں پیش کرکے اعلیٰ حضرت کی گلوخلاصی کرائیں۔

بھوجپوری صاحب اگر یہ مسئلہ کسی کتاب میں نہ ہوتا تو مطالبہ کرنا زیبا ہوتا، یہ مسئلہ تو صاف در مختار رد المحتار کا ہے، کاش کہ در مختار، رد المحتار کو کھول کر دیکھ لئے ہوتے تو نادانی کی وجہ سے پرزور مطالبہ نہیں کرتے، مگر سب سے بڑی پریشانی یہ ہے کہ در مختار، پڑھنے اور سمجھنے کی صلاحیت بھی تو ہو، اگر عربی عبارت سمجھ میں نہیں آرہی تو کم از کم سلیس اردو زبان میں بہار شریعت لکھی ہوئی ہے اسی میں دیکھ لئے ہوتے، آپکی زندگی پر افسوس ہے کہ چھ، سات سال کا طالب علمی کا زمانہ پڑھنے میں گزرا ہے یا گھاس چھیلنے میں؟ جس حالت کے بارے میں اعلیٰ حضرت نے الملفوظ میں لکھا ہے وہ حالت یہی ہے اور وہ مسئلہ یہی ہے کہ اگر کوئی عالم مرجع فتویٰ کہ فتویٰ دینے میں اسے سنت پڑھنے کا موقع نہیں ملتا تو فجر کے علاوہ باقی سنتیں ترک کرسکتا ہے کہ اس وقت اگر موقع نہیں تو موقوف رکھے اگر وقت کے اندر موقع ملے پڑھ لے ورنہ معاف ہیں، اور فجر کی سنتیں اس حالت میں بھی ترک نہیں کرسکتا۔ بہار شریعت حصہ چہارم ص۱۲، درمختار جلد (۱) ص۴۵۲

عالمگیری جلد اول ص۵۸ پر ہے قال مشائخنا العالم اذا صار مرجعا فی الفتوی یجوز له ترك سائر السنن لحاجة الناس الی فتواه الا سنة الفجر کذا فی النهایه (ہمارے مشائخ نے فرمایا عالم جب مرجع فتویٰ ہوجاتا تو اسے فجر کے علاوہ تمام سنتوں کا چھوڑنا جائز ہے، کیونکہ لوگوں کو اسکے فتوے کی حاجت ہے)

ص۴۹ پر آپ لکھتے ہیں نہ ایسی نقل مجہول کسی طرح قابل قبول نہ ایسا ناقل التفات کے قابل اور اس پر شرع سے کوئی دلیل، اور قول ہے دلیل ذلیل ومردود

یہ کہنا کہ فقہا نے لکھا ہے یہ کوئی سند نہیں، نہیں معلوم کیسی کتاب کس کی کتاب اس کی کیا عبارت کیا مفاد، ناقل نے کیا سمجھا کیا مراد، بعض کتاب میں رطب و یابس سب کچھ ہوتا ہے اس لئے اعلیٰ حضرت کا یہ کہنا کہ فقہاء کرام نے لکھا ہے قول بے دلیل ہے اور قول بے دلیل ذلیل و مردود ہے

پھر ص ۹۵ پر آپ لکھتے ہیں

اعلیٰ حضرت کا اپنی خاص حالت کا حوالہ دے کر فقہائے کرام کی طرف واجب سنتوں کی معافی کی نسبت کرنا سراسر غلط اور جھوٹ ہے، کذب و افترا کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ و رسول پر افترا کرنے والے فلاح نہیں پاتے

آپ لکھتے ہیں کہ [یہ کہنا کہ فقہا نے لکھا ہے کوئی سند نہیں، اور نہیں معلوم کیسی کتاب کس کی کتاب ہے، مسئلہ مذکورہ کی کوئی سند نہیں ہے،]

جب آپ کو یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ وہ مسئلہ کس کتاب کا ہے جو الملفوظ میں لکھا گیا ہے اور نہ ہی معلوم وہ کیسی کتاب ہے تو بغیر سوچے سمجھے اعلیٰ حضرت پر نکتہ چینی کی جرأت آپ نے کیسے کی اس مخصوص حالت کے بارے میں مفتیان دیوبند سے سمجھ لئے ہوتے تو کیا ہی اچھا ہوتا سنتوں کو معاف کرنے کا حق کسی کو ہے یا نہیں، یہ صاحب درمختار اور رد المحتار سے پوچھئے اسلئے کہ یہ اعلیٰ حضرت کا اختراعی مسئلہ نہیں ہے، بلکہ صاحب درمختار کا ہے، اعلیٰ حضرت پر کیچڑ اچھالنا درحقیقت صاحب درمختار کی ذات پر کیچڑ اچھالنا ہے

بھوجپوری صاحب اعلیٰ حضرت نے فقہائے کرام کا ارشاد ہی تو تحریر فرمایا ہے کہ فقہائے کرام نے اس شخص کے بارے میں اجازت دی ہے کہ جو شخص مرجع فتویٰ ہو، اور فتوی دینے میں ان سے سنت پڑھنے کا موقع نہیں ملتا تو فجر کے علاوہ باقی سنتیں ترک کر سکتا ہے اس وقت اگر موقع نہیں تو موقوف رکھے اگر وقت کے اندر موقع ملے پڑھ لے ورنہ معاف ہیں، اور فجر کی سنتیں اس حالت میں بھی ترک نہیں کر سکتا

اعلیٰ حضرت یقیناً مرجع فتویٰ تھے فقہائے کرام کے حکم کے مطابق اعلیٰ حضرت سنتیں ترک کر سکتے تھے، یا سنتوں کو موقوف کر سکتے تھے، لیکن اس حالت میں بھی اعلیٰ حضرت نے سنتیں کبھی نہ چھوڑیں ہاں نفل پڑھنا چھوڑ دیئے،

بھوجپوری صاحب فرائض وواجبات اور سنن موکدہ کے علاوہ جو نوافل یا سنن غیر موکدہ ہیں کیا اسکے چھوڑنے پر بھی شریعت کی طرف سے مواخذہ ہے، اگر ایسی بات ہے تو یہ دیکھیئے اور اپنے حکیم الامت اور حجۃ اللہ فی الارض کی شان ملاحظہ فرمایئے

نوافل سے گریز میرا عمل عزائم پر نہیں، ارخص پر ہے، نفلیں کم پڑھتا ہوں کبھی نوافل بیٹھ کر پڑھ لیتا ہوں، انکے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے صادر فرمائیں

پروردگار عالم صحیح سمجھ کی توفیق عطا فرمائے،

ص ۹۷ پر توہین رسول کا بارہواں نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ اسکا جواب

ا اعلیٰ حضرت مجدد زمانہ حاضرہ کا فتویٰ معاذ اللہ حضرات صحابہ سے بھی بڑھا ہوا تھا ا وصایا شریف مطبوعہ الیکٹرک ابو العلائی پریس آگرہ اسکے صہ ۲۴ پر یہ توہین آمیز عبارت موجود ہے

زہد وتقوی کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو کہتے ہوئے سنا کہ انکو (اعلیٰ

حضرت بریلوی کو) دیکھ کر صحابہ کی زیارت کا شوق کم ہو گیا، وصایا شریف ص ۲۴

بھوجپوری صاحب اس عبارت میں وھابی کاتب نے لطف آگیا کی جگہ شوق کم ہو گیا لکھ

دیا تھا، علمائے کرام اسکا بار بار جواب دے چکے ہیں مگر دیوبندی اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں

چنانچہ قہر خداوندی مطبوعہ بمبئی ۱۳۵۵ھ ص ۶ پر ہے، حضرت مولانا حسنین رضا خاں

صاحب (مرتب وصایا) سے دریافت کیا گیا انہوں نے فرمایا کہ اس مضمون کا عنوان بیان

غلط شائع ہو گیا ہے، جسکی وجہ یہ ہے کہ کاتب ایک وہابی تھا۔ اس کی وہابیت ظاہر ہونے پر اسکو

نکال دیا گیا، اور اہم کاموں میں میری مشغولیت و مصروفیت کے سبب یہ رسالہ بغیر تصحیح کے

شائع ہو گیا، اصلی عبارت یہ تھی،، یعنی زہد و تقوی کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ

کرام کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے اتباعِ سنت کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ

علیہم اجمعین کی زیارت کا لطف آگیا،

یعنی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ صحابہ کرام کے زہد و تقوی کا مکمل نمونہ اور مظہر اتم ہیں

اس عبارت کو وہابی کاتب نے تحریف کر کے لکھ ڈالا مگر چونکہ میری غفلت و بے توجہی

اس میں شامل ہے، اسلئے میں مخالفوں کا احسان مانتے ہوئے، کہ انہوں نے اس عبارت

پر مجھے مطلع کر دیا (عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد)

اپنی غفلت سے توبہ کرتا ہوں اور سنی مسلمانوں کو اعلان کرتا ہوں کہ

وصایا شریف کے ص ۲۴ میں اس عبارت کو کاٹ کر عبارت مذکورہ

بلا لکھیں طبع آئندہ میں انشاءاللہ اسکی تصحیح کردی جائے گی
کتابت میں غلطی کوئی نئی چیز نہیں ہے، دیوبندیوں کی شیخ الہند محمود الحسن صاحب کی
ایضاح الادلہ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند کے ص ۹۳ پر ہے

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ وَاُولُوا الْاَمْرِ مِنْكُمْ

آیت تو ہے، فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

مگر شیخ الہند کی مذکورہ آیت قرآن حکیم کے تیس ۳۰ پاروں ۳۰ میں کہیں نہ ملے گی اور لطف یہ ہے کہ آخری ٹکڑا نادانستہ نہیں ہے بلکہ اسی وو اِلٰی اُولُو الْاَمْرِ مِنْكُمْ،، سے اُنہوں نے اپنے مطلب کا ثبوت دیا ہے
بھوجپوری صاحب آپ کے شیخ الہند کی صلاحیت کا پتہ چل گیا آیت معزوضہ اِلٰی اُولُو الْاَمْرِ مِنْكُمْ ہے اِلٰی کے مدخول اُولُو کے واو کے ساتھ۔ شیخ الہند کو یہ بھی نہیں معلوم کہ اِلٰی اُولُو الْاَمْرِ مِنْكُمْ ہوگا یا کچھ اور،

دیوبندی شیخ الاسلام حسین احمد مدنی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کی کتاب الشہاب الثاقب کتب خانہ اعزازیہ دیوبند کے ص ۹۷ پر ہے،،

دجالِ زمانہ حضرت شمس العلماء العاملین و بدر الفضلا والکاملین (تا) مولانا الحافظ المولوی اشرف علی تھانوی صاحب پر تہمت لگائی / بحوالہ امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات

اسی طرح آپکی کتاب،، مزاروں کی جھلکیاں،، میں بے شمار اغلاط ہیں

مثلاً حدیث ،، کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور ، کو اس طرح نقل کیا گیا ہے ، کنت نہیتکم ،، لعن اللہ زائرات القبور والمتخذین علیھا کو ،، والمتخذین ،، آیت کریمہ ہے انک لا تسمع الموتی ، جو پارہ ۲۰ سورہ نمل میں ہے ، اور وما انت بمسمع من فی القبور جو پارہ ۲۲ سورہ فاطر میں ہے ، ان دونوں آیتوں کو جو الگ الگ مقامات کی ہیں جوڑ کر ایک آیت بنائی گئی ہے ،، ظاہر بات ہے کہ ساری غلطیاں کتابت کی وجہ سے ہوئی ہیں ۔ اور الملفوظ کا لکھنے والا چونکہ وہابی تھا ، موقع کو غنیمت جانا اور چوہوں کی طرح اپنا کام کرنا شروع کر دیا ، اور ادھر توجہ ہی نہیں دی گئی ، اور الملفوظ کو شائع کر دیا گیا ۔ اور وہابیوں کے نزدیک موقع پا کر عبارت کا بدلنا ان کے لئے آسان کام ہے ، اگر وہابیوں کی چال بازی شمار کرائی جائے تو ایک ضخیم کتاب ہو جائے گی

ص ۱۲۵ پر توہین رسول کا تیئیسواں نمونہ پیش کیا گیا ہے

سوال مع جواب :۔

ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لیجاتے ہیں ، عرض کی یا رسول اللہ حضور کہاں تشریف لیجاتے ہیں فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے ، الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا ، الملفوظ (دوم) ص ۱۲۶

بھوجپوری صاحب اس عبارت میں آپکو توہین دکھائی دے رہی ہے اس لئے کہ آپ نے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اوپر قیاس کیا اگر نماز قائم ہو۔ امام نماز پڑھا رہا ہو اور ہم اسی نماز میں شریک ہونا چاہیں تو ہمیں مقتدی بننے کے سوا چارہ نہیں اسی طرح جب اعلیٰ حضرت نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضور نے بھی اسی نماز جنازہ میں شرکت فرمائی تو حضور نے بھی اقتدا ہی فرمائی ہوگی، کیونکہ حضور بھی تو ہمارے ہی جیسے ایک انسان ہیں۔ والعیاذ باللہ

مگر کھوجپوری صاحب آپکو معلوم نہیں کہ اہلسنت کا ایمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہر شان میں بے مثل و بے مثال عدیم النظیر ممتنع المثل ہیں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ نماز قائم ہو چکی ہو اور اس نماز میں حضور شریک ہو جائیں تو امام خود رسول کا مقتدی ہو جائے تو جب حضور جنازے کی نماز میں شریک ہوئے تو اعلیٰ حضرت امام نہ رہے، امام امام الانبیاء ہوئے، اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے، وہ النبی بلند و بالا سرکار ہے جہاں امام بھی مقتدی بن جاتے ہیں وہ سارے جہاں کے امام ہیں ایسا واقعہ زمانہ اقدس میں ہو چکا ہے

یہ دیکھئے ترمذی شریف جلد اوّل (باب الصلوٰۃ) ص۸۳ ناشر یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند

روی عنھا (ای عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج فی مرضہ وابوبکر یصلی با لناس فصلی الی جنب ابی بکر والناس یأتمون بابی بکر وابوبکر یأتم بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان گی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کرتی ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض میں نکلے (مسجد نبوی میں) اور حضرتِ ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کے پہلو میں نماز ادا کئے اور لوگ حضرت ابوبکر کی اقتدا میں اور حضرتِ ابوبکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے،

بخاری شریف جلد اول ص۹۴ پر دیکھئے، فکان ابوبکر یصلی بصلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس یصلون بصلوٰۃ ابی بکر

اب الملفوظ کی عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ الحمد للہ میں نے لوگوں کی امامت کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امامت کی،

کھوج پوری صاحب اعلیٰ حضرت نے کہا الحمد للہ، یہ نماز جنازہ میں نے پڑھائی، یہ اظہار تشکر ہے، ایک مقبول بارگاہ بندہ فرائض کی نمازِ جنازہ پڑھانے پر نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امام ہونے پر

اب دیوبندیوں کی بے حیائی کا جائزہ لیجئے۔ الجمعیۃ کا شیخ الاسلام نمبر ہے اسمیں مذکور ہے

حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام گویا کسی شہر میں ایک جامع مسجد کے قریب ایک حجرہ میں تشریف فرما ہیں جامع مسجد کے قریب بوجہ جمعہ مصلیوں کا مجمع بڑا ہے مصلیوں نے فقیر سے فرمائش کی تم حضرت خلیل اللہ سے سفارش کرو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام

مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا ارشاد فرمایئں فقیر نے جرأت کر کے عرض کیا کہ حضرت خلیل علیہ السلام نے مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمایا۔ مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نمازِ جمعہ پڑھائی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا کی اقتدا میں نمازِ جمعہ ادا فرمائی فقیر بھی مقتدیوں میں شامل تھا،

بھوجپوری صاحب الملفوظ کی عبارت میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقتدی ہونے کا شائبہ تک نہیں اور یہاں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا جا رہا ہے کہ آپ نماز نہ پڑھا کر شیخ ٹانڈہ کو امام بننے کا حکم دیجئے، آپ نے نماز پڑھانے کا حکم دیا اور ٹانڈہ کے شیخ جی کی شیخی دیکھئے کہ بڑھکر امام بھی بن جاتے ہیں، اگر کسی امتی کا کسی نبی کی امامت کرنا لائقِ اعتراض ہے تو بھوجپوری صاحب بتایئے کہ یہاں ان پر کون سا حکم نافذ ہوگا

بھوجپوری صاحب مجمع ہیں امام الاولین و الآخرین کے جد کریم ابوالانبیاء حضرت خلیل علیہ السلام کی موجودگی میں ایک کانگریسی شخص نماز پڑھائے اور فخر کے ساتھ آگے بڑھ جائے، ہائے رے ٹانڈہ کے شیخ جی کی شیخی۔ اللہ کی پناہ

ص ۱۰۱ پر توہین رسول کا تیرہواں نمونہ پیش کیا گیا ہے

(مع جواب)

وہ ہے نغمۃ الروح کا ایک شعر

فضل سے آقا کے شافع آپ ہیں ⁘ بعد غوث و انبیاء احمد رضا

بھوجپوری صاحب شعر کا مطلب بالکل عیاں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل وکرم سے غوث و انبیا کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بھی شفاعت کریں گے، بلا شک وشبہ، انبیا صحابہ، علما، اولیا، شہدا، حفاظ، حجاج، گنہ گاروں کی شفاعت کریں گے حدیث پاک میں ہے کہ دوزخیوں کی صف کے پاس سے ایک جنتی گزرے گا اُسے دیکھ کر ایک دوزخی کہے گا اے صاحب کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے میں وہ ہوں جس نے آپکو ایک بار پانی پلایا تھا۔ اور کوئی دوزخی کہے گا کہ میں نے آپکو وضو کے لئے پانی دیا تھا، تو وہ جنتی اسکی شفاعت کر کے اس دوزخی کو جنت میں داخل کرائے گا۔ (رواہ ابن ماجہ)

بھوجپوری صاحب کیا اعلیٰ حضرت عالم دین، دیندار اور پرہیزگار نہیں تھے عاشق رسول، دینداری اور پرہیزگاری دیکھنا ہو تو چند نمونے ملاحظہ فرمائیں

(۱) مولوی اشرف علی تھانوی

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فرمایا کرتے تھے، کہ اگر مجھکو مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں پڑھ لیتا (اسوۂ اکابر مطبوعہ دیوبند ص ۱۶)، میرے دل میں احمد رضا کا بے حد احترام ہے وہ ہمیں کافر کہتے ہیں لیکن عشق رسول کی بنا پر کہتے ہیں کسی اور غرض سے تو نہیں کہتے۔

بحوالہ اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام از مولانا اختر شاہجہاں پوری ۱۹۷۱ء

مولوی محمد الیاس بانیٔ تبلیغی جماعت

کراچی میں ایک عالم دین نے جنکا تعلق مسلک دیوبند ہے۔ فرمایا کہ تبلیغی جماعت کے بانی مولانا محمد الیاس صاحب

فرماتے تھے کہ ،، اگر کسی کو محبتِ رسول علیہ التحیۃ والثناء سیکھنی ہو تو مولانا بریلوی سے سیکھے ،،

(بحوالہ فاضل بریلوی اور ترک موالات) از پروفیسر محمد مسعود احمد مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور

(مولوی کوثر نیازی)

،،ان کی امتیازی خصوصیت ان کا عشق رسول ہے جسمیں وہ سر تا پا

ڈوبے ہوئے ہیں چنانچہ ان کا نعتیہ کلام بھی سوز و گداز کی کیفیتوں کا آئینہ دار ہے،،

(ص ۹۰ انداز بیان)

کہئے بھوجپوری صاحب مولوی اشرف علی تھانوی کون ہیں ؟ یہ تو آپکے حکیم الامت ہیں ان کا فرمان ہیکہ اگر مجھکو مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں پڑھ لیتا،

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اعلیٰ حضرت دائرہ اسلام سے خارج تھے اور توہین رسول کے مرتکب تھے، جیسا کہ آپکا خیال ہے. تو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا مطلب ہے کیا مولوی اشرف علی تھانوی آپکی طرح جاہل تھے گنوار تھے، پاگل تھے، مجنوں تھے، دیوانہ تھے

مولوی الیاس بانی تبلیغ پاگل تھے، جاہل تھے، جو کہہ رہے ہیں کہ اگر کسی کو محبت رسول سیکھنی ہو تو مولانا بریلوی سے سیکھے

مولوی کوثر نیازی پاگل تھے جاہل تھے، دیوانہ تھے جو کہہ رہے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کی امتیازی خصوصیت ان کا عشق رسول ہے، جسکو اپنے بیگانے سبھی عاشق رسول مان رہے ہیں آپ اسے گستاخ رسول کہہ رہے ہیں، کہتے ہوئے شرم نہیں آتی

آپ کے کہنے کا مقصد یہی ہے کہ ہم نے اعلیٰ حضرت کو کافر کہہ دیا ہے اس لئے وہ کافر ہو گئے اور کافر کسی مومن کی شفاعت نہیں کرے گا، آپکے کہنے سے فرق ہی کیا پڑتا ہے آپ کس کھیت کی مولی ہیں، آپکے اکابر نے اعلیٰ حضرت کو امام اور مسلمان مانا ہے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کمالاتِ اشرفیہ کے صـ۳۸ پر تحریر کر چکے ہیں علمائے بریلی کے متعلق یہ اعتراف کر چکے ہیں کہ بریلی والوں کے پیچھے ہماری نماز ہو جائے گی وہ ہمیں کافر کہتے ہیں، لیکن ہم انھیں کافر نہیں کہتے۔

اعلیٰ حضرت کافر کیوں کہتے ہیں اسکی وجہ خود ہی مولوی اشرف علی تھانوی صاحب تحریر کرتے ہیں

وہ ہمیں کافر کہتے ہیں لیکن عشق رسول کی بناء پر کہتے ہیں کسی اور غرض سے تو نہیں کہتے (بحوالہ اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام)

بھوجپوری صاحب جب اشرف علی تھانوی کو کافر کہنے کی جرأت نہیں ہوئی تو پھر آپکی کیا حیثیت ہے آپ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے مولوی اسماعیل دہلوی کو کافر کہا ہے اور دوسری جگہ مسلمان کہا ہے اس لئے اعلیٰ حضرت اپنے فتویٰ سے کافر ہو گئے۔ یہ بالکل سفید جھوٹ ہے اعلیٰ حضرت نے اسماعیل دہلوی کو مسلمان کہا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ اسکو کافر کہنے سے زبان روکی ہے، کوئی کسی کو کافر کہنے سے زبان روک لے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اسے مسلمان سمجھ رہا ہے، کافر کہنے سے اپنی زبان کو روکنے کی وجہ یہ ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی توبہ مشہور ہے، اگرچہ وہ شہرت فی نفسہا غلط ہو، مگر اس شہرت کاذبہ سے بھی

شبہ پیدا ہو گیا، اور تکفیر کے لئے قطع و یقین درکار ہے۔ احتیاط کی وجہ سے بھی تکفیر سے کف لسان کرنے والا، اگر آپکے نزدیک کافر ہے تو یہ دیکھئے آپکے پیشوا رشید احمد گنگوہی صاحب اپنے فتاوی رشیدیہ حصہ اول مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی کے صـ۳۸ پر لکھتے ہیں

بعض ائمہ نے جو یزید کی نسبت کفر سے کف لسان کیا وہ احتیاط ہے اب گنگوہی صاحب پر کفر کا فتوی لگایئے، کہ یزید کی تکفیر سے بوجہ احتیاط کف لسان کرتے ہیں، کہیے انکو کافر، مولوی اسماعیل کی تکفیر سے کف لسان فرمانے کے یہ معنی نہیں کہ اعلی حضرت کے نزدیک معاذ اللہ وہ مسلمان تھا، تمہید الایمان کے صـ۴۳ پر اعلی حضرت نے یہی تو لکھا ہے، حاشا للہ ہزار بار حاشا للہ میں ہرگز انکی تکفیر پسند نہیں کرتا، اور ان کے معتقدین کو بھی مسلمان جانتا ہوں، اگرچہ انکی بدعت و ضلالت میں شک نہیں امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا، اور صـ۴۲ پر ہے کہ علمائے محتاطین اسے کافر نہ کہیں یہی صواب ہے، مولوی اسماعیل کے بارے میں یہ مشہور ہو چکا تھا کہ وہ توبہ کر لئے ہیں اسلئے اعلی حضرت نے یہ حکم صادر فرما، اور کف لسان کیا ہے

احتمال تین قسم کا ہوتا ہے

(۱) احتمال فی الکلام، یعنی کلام میں کوئی توجیہ و تاویل ہو، (۲) احتمال فی التکلم یعنی اسمیں شبہ ہو کہ قائل نے وہ کفری کلام بولا یا نہیں، (۳) احتمال فی المتکلم، یعنی خود قائل کے متکلم میں شبہہ ہو کہ شاید وہ توبہ کر چکا ہے،

بھوجپوری صاحب کے توبہ مشہور ہو جانے کے سبب یہ بھی تو ایک احتمال ضعیف ہی پیدا ہو گیا ہے کہ شاید یہ شہرت سچی ہو اور فی الواقع توبہ کر لی ہو،

بھوجپوری صاحب اعلیٰ حضرت کو بدنام کیا جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے سبکو کافر کہا ہے اگر ایسی بات ہوتی تو مولوی اسماعیل دہلوی پر بھی کفر کا حکم ضرور صادر فرماتے اب اندازہ لگائیے کہ اعلیٰ حضرت کتنے پابندِ شریعت تھے، اور کتنے محتاط تھے کہ ایک ضعیف پہلو نکل آیا تو آپنے مولوی اسماعیل دہلوی کے بارے میں کفِ لسان سے کام لیا ورنہ بریلی کا شیر فتوی صادر فرمانے سے قطعاً دریغ نہیں کرتا

صفحہ ۱۰۷ پر توہین رسول کا پندرہواں نمونہ،

اسمیں آپنے دعوی کیا ہے کہ رضاخانیوں کا عقیدہ ہے کہ محمد رسول اللہ عالم الغیب تھے

بھوجپوری صاحب جھوٹ بولتے اور لکھتے ہوئے شرم محسوس نہیں ہوتی، کسی مستند کتاب میں دکھا سکتے ہیں کہ کسی مستند عالم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے کہ وہ عالم الغیب تھے۔ بھوجپوری صاحب قیامت تک نہیں دکھا سکتے تو پھر جھوٹ بولنے کا اعتراف کر لیجئے، اور توبہ کر لیجئے کہ آئندہ میں جھوٹ نہیں بولوں گا، یہ کسی مستند سنی عالم کا عقیدہ ہے ہی نہیں یہ آپ کا افترا ہے۔ ہاں یہ ضرور عقیدہ ہے کہ آپ عالم غیب تھے، عالم الغیب اور شئی ہے اور عالم غیب اور شئی ہے یہ اور بات ہے کہ دونوں کو آپ ایک سمجھ رہے ہیں، کسی طالب علم سے آپ دریافت کر لیجئے کہ عالم الغیب اور عالم غیب

میں کیا فرق ہے، جب عالم الغیب کی بات آگئی ہے تو سنیئے،

(تجلی باب الاستفسار بابت ستمبر ۶۶ء بحوالہ زلزلہ صفحہ ۳۵)

انبیاء کو اگر بعض غیب کی باتیں معلوم ہوئیں تو انکا ذریعہ وحی یا الہام، یا القاء تھا، اور ہم لوگوں کا ذریعہ علم الحساب، قیاس منطق اور علم ہیئت وغیرہ ہے، یہ فرق ذرائع کا فرق ہے اصل وقعہ دونوں جگہ موجود ہے، یعنی غیب کا علم جو واقعہ ابھی پیش نہیں آیا، کل پرسوں پیش آئے گا، وہ فی الحال غیب ہی ہے، لہٰذا جزوی معنی میں ہم سب بفرق مراتب عالم الغیب ہیں

بھوجپوری صاحب آپ لوگ اپنے کو عالم الغیب کہتے ہیں جو خدا کی خاص صفت ہے اور الزام تھوپتے ہیں سنیوں کے اوپر

نوکِ خنجر کی عبارت آپ پڑھئے تو سہی
خون کے دھبے بتائیں گے کہ قاتل کون ہے

توہین رسول کا بیسواں نمونہ

اس کے تحت آپ لکھتے ہیں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں شرمناک گستاخی)

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ میں بھی بشر انسان ہوں مگر مجھ پر وحی آتی ہے خدا مجھ سے

ہمکلام ہوتا ہے تم مجھ پر ایمان لاؤ اور میری پیروی کرو میں تمہیں
سیدھی راہ لے جاؤں گا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعلان
کو کہ میں بھی بشر ہوں، بریلوی معاذ اللہ ایک شکاری کا جال
سمجھتے ہیں بریلیوں کے بڑے مفتی احمد یار خاں گجراتی معاذ اللہ ایک شکاری کا جال سمجھتے ہیں
اور جاء الحق کے صفحہ ۱۰۵ پر لکھتے ہیں
میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں شکاری جانوروں کی سی
آواز نکال کر شکار کرتا ہوں (جاء الحق ص ۱۰۵)

بھوجپوری صاحب بے شرمی کا اتنا مظاہرہ کیوں کر رہے ہیں، اور عبارت میں
تحریف سے کیوں کام لے رہے ہیں

اصل عبارت یہ ہے۔ چونکہ ہر چیز اپنی غیر جنس سے نفرت کرتی ہے، لہذا فرمایا گیا کہ اے کفار
مجھ سے گھبراؤ نہیں میں تمہاری جنس سے ہوں یعنی بشر ہوں ؞
شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے۔ اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے

جاء الحق ص ۱۶۷ مکتبہ نعیمیہ ۴۲۳ مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶ مطبع مبین بکڈپو
جامع مسجد دہلی اسمیں بھی یہی عبارت ہے، مطبع ناظم مکتبہ لطیفیہ نزد جامع
عربیہ ناگپور اسمیں بھی یہی عبارت ہے

پہلے تو آپنے یہ شرارت کی ہے کہ جو نشانی ؞ تھی اسکو آپنے ختم کر ڈالی ہے جبکہ یہ ؞ نشانی
بتا رہی ہے کہ بات ختم ہے اس کے بعد پھر کوئی دوسری بات شروع ہونے والی ہے

پھر مزید آپ نے یہ شرارت کی کہ اصل عبارت کو آپ نے بدل دیا ہے اصل عبارت ہے :: شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے ۔ اور آپ لکھتے ہیں کہ شکار کرتا ہوں

بھوجپوری صاحب اصل عبارت بدلتے ہوئے ذرا بھی شرم محسوس نہیں ہوئی

اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو بعینہ وہ عبارت جاء الحق میں دکھا دیں میں چیلنج کرتا ہوں کہ بعینہ وہ تمام عبارت جاء الحق میں نہیں دکھا سکتے

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی بات چیت
بنتی نہیں ہے خلق کو دھوکا دیئے بغیر

ص ۱۰۸ پر الملفوظ حصہ چہارم صفحہ ۳۰ سے ایک اقتباس نقل کرتے ہیں

ہم مصر گئے تھے وہاں ایک جلسہ بڑا بھاری تھا دیکھا ایک شخص ہے اسکے پاس ایک گدھا ہے اسکی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھ دی جاتی ہے اس گدھے سے پوچھا جاتا ہے گدھا ساری مجلس میں دورہ کرتا ہے جسکے پاس ہوتی ہے سامنے جاکر سر ٹیک دیتا ہے ۔ بس یہ سمجھ لیجئے وہ صفت جو غیر انسان کیلئے ہو سکتی ہے انسان کیلئے کمال نہیں ، جو غیر مسلم کیلئے ہو سکتی ہے مسلم کیلئے کمال نہیں

بھوجپوری صاحب نے آپنے خیانت سے کام لیا ہے، اصل واقعہ الملفوظ سے نقل کر رہا ہوں تاکہ عوام کو سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔

عرض : حضور ایک صاحب پہلے محدث صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہاں
مدرسہ میں پڑھتے تھے اب انکی حالت یہ ہے کہ اکثر مخفی باتیں بتاتے ہیں
لوگوں کا ہجوم زیادہ ہے اور نماز وغیرہ کی پابندی نہیں ہے

ارشاد ۔ ایک صاحب اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں سے تھے آپکی خدمت میں بادشاہِ وقت قدمبوسی کیلئے حاضر ہوا، حضور کے پاس کچھ سیب نذر میں آئے تھے حضور نے ایک سیب دیا اور کہا کھاؤ۔ عرض کیا حضور بھی نوش فرمائیں آپنے بھی کھائے اور بادشاہ نے بھی، اس وقت بادشاہ کے دل میں خطرہ آیا کہ جو سب میں بڑا اچھا خوش رنگ سیب ہے اگر اپنے ہاتھ سے اٹھا کر مجھکو دے دیں گے تو جان لوں گا کہ یہ ولی ہیں آپنے وہی سیب اٹھا کر فرمایا، ہم مصر گئے تھے وہاں ایک جلسہ بڑا بھاری تھا دیکھا ایک شخص ہے اسکے پاس ایک گدھا ہے اسکی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے، ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھ دی جاتی ہے، اس گدھے سے پوچھا جاتا ہے گدھا ساری مجلس میں دورہ کرتا ہے جس کے پاس ہوتی ہے، سامنے جا کر سر ٹیک دیتا ہے،
یہ حکایت ہم نے اسلئے بیان کی ہے کہ اگر یہ سیب ہم نہ دیں تو ولی ہی نہیں اور اگر دے دیں تو اس گدھے سے بڑھ کر کیا کمال کیا، یہ فرما کر سیب بادشاہ کی طرف پھینک دیا، پس یہ سمجھ لیجیے کہ وہ صفت جو غیر انسان کیلئے ہو سکتی ہے انسان کیلئے کمال نہیں

اور وہ جو غیر مسلم کیلئے ہو سکتی ہے، مسلمان کیلئے کمال نہیں (یعنی جب وہ نماز کے پابند نہیں ولی نہیں، کشف مسلم تو مسلم کبھی غیر مسلم کو بھی ہوتا ہے، صاحب کشف ہونے سے ولی ہو جانا ضروری نہیں)

بھوجپوری صاحب محمود احمد عباسی کی کتاب "خلافت معاویہ ویزید" دیکھنے کے بعد میں سمجھ رہا تھا کہ وہ خیانتوں اور جھوٹوں کا امام ہے لیکن (توہین رسول تم نے کی) اسکو دیکھنے کے بعد میں نے آپکو محمود احمد عباسی کا بھی امام سمجھنے لگا، عوام اتنی پاگل نہیں ہے، جتنا کہ آپ سمجھ رہے ہیں، ادھوری بات درمیان سے لکھنے کی ضرورت ہی کیا تھی آپ ہی کی طرح کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نماز کے قریب مت جاؤ اور دلیل دے کہ قرآن میں ہے لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ، کہ تم نماز کے قریب مت جاؤ، ظاہر بات ہے کہ عوام جو جاہل ہے، اسے کیا معلوم وہ تو مان سکتی ہے، لیکن یہی بات اگر کسی عالم سے کہیں تو وہ فوراً کہے گا ظالم اس کے بعد والی آیت نہیں ہے جسمیں لکھا ہے کہ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی، یعنی تم نماز کے قریب مت جاؤ جب تم حالتِ نشہ میں ہو،

اب پوری بات ظاہر ہو گئی بات یہ ہے کہ کسی نے اعلیٰ حضرت سے عرض کیا تھا کہ ایک شخص محدث (مولانا وصی احمد) کے مدرسہ میں پڑھتا تھا، اب اسکی حالت یہ ہے کہ وہ مخفی باتوں کو بتا دیتا ہے، نماز وغیرہ کا پابند نہیں ہے تو اعلیٰ حضرت نے جواب دیا کہ مخفی اور پوشیدہ باتوں کا بتا دینا ولی ہونے کی دلیل نہیں ہے، اگر مخفی اور پوشیدہ باتوں کو بتا دینے کی بنیاد پر ولی ہو جائے تو پھر مصر کے اندر اس جلسہ میں گدھا جو مخفی اور پوشیدہ

چیزوں کو بنا دیتا تھا اسے بھی ولی کہنا چاہیئے، عوام خوب سمجھ رہی ہے کہ یہ عبارت کس موقع کی ہے اور آپنے کیا کیا ہے،

کفر کی تقسیم واعظ کے مکاں سے الاماں :: رہبری کی آڑ لے کر رہزنی بڑھتی گئی

صہ ۱۳۲ پر ہے توہین رسول کا ۲۶ واں نمونہ

پھر اس کے بعد ہے،

رضا خانیوں کے نزدیک قرآن محفوظ نہیں ہے، اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض آیات کا نسیان ہوا، موجودہ قرآن مکمل نہیں ہے، چنانچہ اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں،

قرآن عزیز کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا ہے، اگرچہ معانی اُن الفاظ کے ساتھ ہیں لیکن ان معانی کا علم ہونا کیا ضروری ہے نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیانِ الٰہی کا محتاج ہوتا ہے ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ، اور یہ ممکن ہے کہ بعض آیات کا نسیان ہوا ہو،

(الملفوظ صفحہ ۹۸ حصہ سوم)

اسکے بعد بھوجپوری صاحب لکھتے ہیں کہ (سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰی) جب اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں تو پھر بھولنے کا کیا سوال باقی رہ گیا، کہ بعض آیات گویا نسیاً منسیاً ہو گئیں، اعلیٰ حضرت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محتاج کہا ہے اسمیں رسول کی توہین ہے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے معنی نہیں سمجھتے تھے اور قرآن کا علم آپکو نہیں ہے

جھوٹو قرآن مکمل نہیں ہے،

بھوجپوری صاحب نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہوتا ہے اس عبارت میں آپکو توہین کا پہلو نظر آرہا ہے، قرآن پاک میں ہے، وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انھیں کی جاتی ہے (ترجمہ رضویہ)

اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیانِ خدا کے محتاج ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان وحی الٰہی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ سورہ قیامہ، پ۲۹ (یعنی) تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو، بیشک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم اسے پڑھ چکیں اس وقت اسے پڑھے ہوئے کی اتباع کرو پھر بیشک اسکی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے، (ترجمہ رضویہ) ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیانِ خدا کے حاجتمند ہیں،

بھوجپوری صاحب کاش کہ آپ قرآنِ پاک کی آیت پر غور کئے ہوتے تو اعتراض نہیں کرتے، خدا نے یہی تو فرمایا ہے کہ قرآن پڑھانا اور اسکا بیان سکھانا بھی ہمارے ہی ذمہ ہے،

اگر آپ بیانِ خدا کے محتاج نہ ہوتے تو قرآن کا پڑھانا اور اسکی باریکیوں کو سکھانا

خدا نے اپنے ذمّہ کیوں لیا؟ کیا خدا بھی معاذ اللہ فضول کلام کرتا ہے

بھوجپوری صاحب اسکا مطلب یہ ہوا کہ آپ اور آپکی ذریّت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا محتاج ہونا نہیں مانتے، بلکہ مستقل موجود بالذات مانتے ہیں اگر ایسا ہے تو آپکے کفر وارتداد میں ایک اور اضافہ ہوا، اپنے کفر و ارتداد کو اٹھایئے یہ تقریر و خطابت کا میدان نہیں ہے کہ جو چاہیں اول فول بک جائیں، اور جب گرفت ہو تو جھوٹ بول جائیں کہ ہم نے تو ایسا نہیں کہا ہے، یہ تحریر کا میدان ہے یہاں کذب بیانی نہیں چل سکتی، اور نہ چرب زبانی چل سکتی ہے، مستقل اور موجود بالذات علمائے اسلام کے نزدیک صرف خدا ہے،

رب قدیر ارشاد فرماتا ہے، یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ، پ۱، رکوع ۳، اے لوگوں تم اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمکو پیدا کیا، اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے کے ہیں،

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے، ھُوَالَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ، پ۳، ع۹، وہی ہے جو تمہاری صورتیں بناتا ہے رحموں میں جیسے چاہتا ہے،

معلوم یہ ہوا کہ سارا عالم مخلوقِ خدا ہے اسمیں نبی اور غیر نبی کی کوئی خصوصیت نہیں سب خدا ہی کے پیدا کئے گئے ہیں،

بھوجپوری صاحب آپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مستقل اور موجود بالذات اور خدا کا محتاج نہ مان کر توحید باری کی ہزاروں آیت کریمہ کا انکار کیا ہے

حالانکہ ایک ہی آیت کریمہ بلکہ قرآن عظیم کے ایک حرف کا انکار کفر ہے،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،، سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰی اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ ؕ پ ۳۰ سورہ اعلیٰ

یعنی اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے مگر جو اللہ چاہے،

اگر بھوجپوری صاحب آپ اس امکان کا انکار کرتے ہیں، تو پھر ایک اور کفر میں اضافہ ہو

اگرچہ ہم اہلسنت کے نزدیک، ہر ممکن کا وجود خارجی ضروری نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض

آیات کریمہ کے نسیان کا امکان تو خود قرآن کریم کے نص صریح سے ثابت ہے،

اعلیٰ حضرت نے خدا ہی کا محتاج تو کہا ہے کسی مخلوق کا محتاج تو نہیں کہا ہے، بلاشبہ ساری

مخلوق خدا کی محتاج ہے،

پروردگار عالم فرماتا ہے، وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ،، پ ۲۲، ع ۱۵، ۶ ارتم سب محتاج ہو

بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے محتاج ہیں۔ یہ کوئی نقص و عیب کی بات نہیں یہ کمال

عبدیت ہے،

ص ۱۳۳ ، پر بھوجپوری صاحب آپنے دو شعر لکھا ہے کہ

تم سے کیا وہ دین حق سے پھر گیا ؛ جو پھرا تم سے شہ احمد رضا

دونوں عالم میں اسے کھٹکا نہیں ؛ جو تمہارا ہو چکا احمد رضا

اس کے بعد آپنے لکھا ہے

یہ ہے احمد رضا خاں صاحب کی نبوت اور ان کے امتیوں کا عقیدہ

اب بھی کسی شخص کو اعلیٰ حضرت کی ذات گرامی کے سمجھنے میں دشواری پیش

ذ رہی ہے، کیا روز روشن کی طرح اپنے مقابلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گستاخی اور توہین کے مرتکب نہیں ہوتے ہیں

بھوجپوری صاحب پہلے اپنے گھر کی خبر لیجئے پھر بعد میں زبان کو جنبش دینے کی کوشش کیجئے گا

یہ دیکھئے مرثیہ رشید احمد گنگوہی کے اشعار ہیں

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا

میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جگہ ہوا گمراہ

وہ میزاب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی

یعنی گنگوہی صاحب جس بات کی طرف جھک جاتے حق بھی ادھر ہی گھوم جاتا تھا اور جو شخص درِ گنگوہی کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ ہدایت تلاش کرنے جائے وہ گمراہ ہے، وہ ہدایت کے پرنالہ تھے کہیں کیا نص قرآنی، یعنی انکے ہدایت کے پرنالہ ہونے پر نصِ قرآنی ہے وہ نصِ قرآنی کیا ہے، اس نص قرآنی کی نشان دہی بھی کر دیئے ہوتے تو بہتر ہوتا

شیشہ کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے

دیوارِ آہنی پہ حماقت تو دیکھئے

اب مولوی محمود الحسن صاحب کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ رشید احمد گنگوہی میزاب ہدایت تھے اس پر نصِ قرآنی ہے، اس لئے اگر کوئی رشید احمد گنگوہی کو چھوڑ کر دوسری جگہ ہدایت ڈھونڈنے گیا تو وہ گمراہ ہو گیا، اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جسے ہدایت ڈھونڈنی ہے

اسے اب قرآن وحدیث کی ضرورت نہیں ہے۔ بس رشید احمد گنگوہی کو پکڑ لیجیے بیڑا پار ہے

اور کیوں نہ ہو ایسا تذکرۃ الرشید مرتبہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی میں ہے

(۱) سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد گنگوہی کی زبان سے نکلتا ہے اور

بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت ونجات

موقوف ہے میری اتباع پر۔ (صفحہ ۱۷ جلد دوم مکتبہ عاشقیہ قیصر گنج روڈ میرٹھ)

گویا آیت قرآنی ہو یا حدیث رسول یا صحابہ اور ائمہ دین اور ساری دنیا کے معتمد علماء

کے ارشادات، عالیہ، یا خود علماء دیوبند کے اقوال جو بھی رشید احمد گنگوہی کی زبان سے

نہیں نکلتا وہ حق نہیں (اللہ کی پناہ)

(۲) حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کے بارے میں مولوی عاشق الٰہی میرٹھی رقمطراز

ہیں، واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پاؤں ڈھو کر پینا نجات

اخروی کا سبب ہے۔ (تذکرۃ الرشید اول ص ۱۱۳ مکتبہ عاشقیہ میرٹھ)

بڑا بہترین نسخہ ہاتھ آگیا ہے، اب نہ نماز پڑھنے کی ضرورت ہے نہ روزہ رکھنے کی، نہ حج کرنے

کی نہ زکوٰۃ دینے کی، اب نجات کا پروانہ مل گیا ہے جہاں تک ہوسکے مولوی اشرف علی

تھانوی کے قدم دھو دھو کر پیجیئے، جتنے ہی زیادہ انکے قدم کو دھو دھو کر پئیں گے

اتنے ہی زیادہ ترقی درجات ہوگی،

لہذا، بھوجپوری صاحب اور دیوبندیوں کو چاہئے کہ اس نسخہ پر عمل کریں، مگر مشکل

یہ ہے کہ تھانوی جی ملیں گے کہاں وہ تو مر چکے ہیں ان کا پاؤں تو مل نہیں سکتا

کہ دھو کر پیا جائے، اسلئے ان کی قبر ہی کو چومیں چاٹیں، بلکہ دھو کر پئیں، جنت میں پہونچنے کا بڑا بہترین نسخہ مل گیا ہے۔

صفحہ ۱۳۶ پر ایسے توہین رسول کا اٹھائیسواں نمونہ

دعویٰ ہے کہ دو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کفر اور حرام کا الزام اعلیٰ حضرت نے لگایا، دلیل دے رہے ہیں کہ کسی نے عرض کیا نوشیرواں کو عادل کہہ سکتے ہیں کہ نہیں ارشاد نہیں، اور اگر اسکے احکام کو حق جان کر کہے کفر ہے ورنہ حرام (الملفوظ حصہ ۴ ص ۳۰)

بھوجپوری صاحب آپ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں بوستاں کے حاشیہ پر سے ایک حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اناولدت فی زمن الملک العادل (یعنی مجھے ناز ہے کہ میں عادل بادشاہ نوشیرواں کے زمانہ میں پیدا ہوا)

اسکے بعد آپ تحریر کرتے ہیں کہ،

اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا دو حال سے خالی نہیں یا تو نوشیرواں کو عادل اس کے احکام کو حق جان کر کہا، تو بقول اعلیٰ حضرت کفر کا کام کیا، نعوذ باللہ من ذالک، اور اگر اس کے احکام کو حق جان کر نہیں کہا بلکہ یوں ہی کہہ دیا تو حرام کام کیا، دونوں شکلوں میں رسول پر اعلیٰ حضرت کے فتوے کی تلوار چل گئی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفیر کردی

بھوجپوری صاحب آپ نے نوشیرواں کے عادل ہونے کے ثبوت میں صرف ایک کتاب کو بطور حوالہ کے پیش کیا ہے، وہ ہے بوستاں جو نہ حدیث کی کتاب ہے نہ فقہ وغیرہ کی اور محشی بھی آپ ہی کا برادر۔ دلیل میں اپنے برادری کی بات کو پیش کرنا سب سے بڑی حماقت ہے، اَنَا وُلِدتُ فِی زَمَنِ الملکِ العادِل، یہ موضوع ہے اس کی کوئی اصل نہیں

اسکے موضوع ہونے کے بارے میں چند دلائل پیش کئے جا رہے ہیں ملاحظہ کیجئے

(۱) حضرت ملا علی قاری موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں

قَالَ السَّخَاوِی لَا اَصْلَ لَہٗ۔ قَالَ الزَّرْکَشِی کِذْبٌ بَاطِلٌ

وَقَالَ السُّیُوطِی قَالَ الْبَیْہَقِی فِی شُعَبِ الْاِیْمَانِ تَکَلَّمَ شَیْخُنَا

اَبُوعَبْدُ اللّٰہِ الْحَافِظُ بِطْلَانِ مَا یَرْوِیْہِ بَعْضُ الْجُہَلَاءِ عَنْ نَبِیِّنَا صَلَّی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وُلِدْتُ فِی زَمَنِ الْمَلِکِ الْعَادِلِ

یعنی سخاوی نے کہا کہ اسکی کوئی اصل نہیں ہے، زرکشی نے کہا کہ کذب باطل ہے سیوطی نے کہا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں فرمایا کہ ہمارے شیخ ابو عبد اللہ حافظ نے اس کے باطل ہونے کو بیان فرمایا، جو بعض جاہل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں بادشاہ عادل کے زمانے میں پیدا ہوا یعنی نوشیرواں

علامہ ابو طاہر فتنی مجمع بحار الانوار کے تکملہ میں لکھتے ہیں، لَا اَصْلَ لَہٗ وَلَا یَجُوْزُ اَنْ یُّسَمّٰی مَنْ یَّحْکُمُ بِغَیْرِ حُکْمِ اللّٰہِ عَادِلًا۔ (صفحہ ۲۱۹، جلد خامس)

یعنی اس کی کوئی اصل نہیں، جو شخص اللہ کے حکم کے خلاف حکم کرے اسکو عادل کہنا جائز نہیں

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ مدارج النبوت میں فرماتے ہیں

ونزد محدثین ایں صحیح نیست، وچوں درست باشد، وصف مشرک بعدل
وحال آنکہ شرک ظلم عظیم ست، قال اللہ تعالےٰ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ۔
ومی گویند کہ مراد بعدل ایں جا، سیاست رعیت وداد ستانی وفریاد
رسی است کہ اہل عرف آں را عدل می خوانند، اما جریان اسم عادل
بزبان سید انبیا وصلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ بعید است،
محدثین کے نزدیک یہ صحیح نہیں اور مشرک کا وصف عدل کے ساتھ کیسے
درست ہوگا، حالانکہ شرک ظلم عظیم ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بے
شک شرک ضرور ظلم عظیم ہے، لوگ کہتے ہیں کہ مراد عدل سے اس جگہ
رعایا کی سیاست اور داد ستانی ہے، اور فریاد رسی ہے کہ اہل عرف اسکو
عدل کہتے ہیں، لیکن عادل کا لفظ سید الانبیاء صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ
کی زبان پر جاری ہونا بعید ہے، جلد دوم ص۲۲۴ ؍

سیرۃ النبی جلد ۴، ص۱۶۴ پر ہے،، ایرانیوں میں اس (نوشیرواں کی) عدل پروری اب
تک مشہور ہے، مگر اسکو یہ مبارک لقب اپنے عزیزوں اور افسروں اور ہزاروں بے گناہوں کے
قتل کی بدولت ملا

بھوجپوری صاحب آپکی صلاحیت کا اندازہ لگ گیا ہے کہ آپ کتنی صلاحیت کے مالک
ہیں، سب پر عیاں ہوگیا کہ ایک موضوع اور گڑھی ہوئی حدیث آپنے صحیح حدیث مان کر

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے انکو ملانے کی کوشش کی ہے، جبکو اتنی بھی تمیز نہ ہو کہ کون حدیث موضوع ہے اور کون حدیث صحیح بھلا وہ کتاب کیا لکھ سکتا ہے،

صفحہ ۳۸ پر ہے توہین رسول کا انتیسواں نمونہ

ثبوت میں نغمۃ الروح کا ایک شعر آپنے پیش کیا ہے

تیرا ہمسر کیسے ہوسکتا ہے کوئی ∴ تجھ سا کوئی کب ہوا احمد رضا

اس کے بعد آپ لکھتے ہیں،

یعنی تیرا ہمسر یا برابر کا کیسے ہوسکتا ہے، تجھ سا کوئی کب پیدا ہوا، تو اپنی ذات میں یکتا ہے، اور نرالا ہے، ظاہر ہے یہ دعویٰ تو اعلیٰ حضرت کی نبوت کی برتری کا ہے، اسمیں اللہ کے رسول بھی برابر نہیں ہوسکتے، جو بذات خود ایک گستاخی ہے، اور توہین رسول کی بدترین مثال ہے

بھوجپوری صاحب، محمد قاسم نانوتوی تحذیر الناس کے صفحہ ۵ پر رقمطراز ہیں کہ

انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل (نماز، روزہ وغیرہ) اسمیں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی (برابر) ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں

کھوجپوری صاحب چونکہ آپ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ہم نماز اور، روزہ حج اور زکوٰۃ میں اپنے نبی کے برابر ہوسکتے ہیں، بلکہ اپنے نبی سے بڑھ بھی سکتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک)

اسی لئے آپکا ذہن بھی رسول پاک کی ہمسری کی طرف گیا ہے چونکہ جو جیسا ہوتا ہے

دوسروں کو بھی اپنے ہی جیسا سمجھتا ہے۔ ورنہ شعر کا مطلب تو بالکل عیاں ہے بلاشبہ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اپنے دور میں بے نظیر تھے، آپکا کوئی ہمسر نہ تھا اس شعر کو ان کے دور سے ہٹ کر سارے جہاں پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے، محمول کرنا آپ جیسے کسی خفیف العقل کا ہی کام ہوسکتا ہے، تنویر الحواشی فی توضیح السراجی کے اوپر سے تالیف لطیف اُستاد الاساتذہ حضرت مولانا سید حسن صاحب رحمۃ اللہ مدرس دارالعلوم دیوبند اب آپ جیسا کوئی دماغ رکھنے والا کہے کہ مولانا سید حسن صاحب کو استاد الاساتذہ کہا گیا ہے، لہذا اسمیں سبھی انبیاء صحابہ و تابعین و تبع تابعین الخ ہو گئے لہذا یہ تمام انبیاء صحابہ و تابعین و تبع تابعین کی شان میں گستاخی کی گئی ہے

اسی طرح مرثیہ رشید احمد گنگوہی ہے جیکے مرتب شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب ہیں، انہوں نے بالکل سرورق پر گنگوہی صاحب کو ان القاب سے ملقب کیا ہے، مخدوم الکل، مطاع العالم یعنی سب کے مخدوم اور سارے جہاں کے مطاع و مقتدا، موجبہ کلیہ کا سور ہونے کی حیثیت سے لفظ کل کے وضعی و اصطلاحی معنی ہی یہ ہیں کہ اسکے دائرہ سے نسل انسانی کا ایک فرد بھی خارج نہ ہو دائرہ اطلاق کی یہ وسعت خود لفظ کے اندر موجود ہے، باہر سے یہ معنی نہیں پہنائے گئے ہیں یوں ہی مطاع العالم،، کی ترکیب میں ،، عالم،، کا لفظ بھی اپنی وضع ہی کے اعتبار سے زمان و مکان کی ہمہ گیر وسعت کو چاہتا ہے، جس میں نہ کسی فرد کا استثنا ہے اور نہ کسی وقت کا جسکا کھلا ہوا مطلب ہے کہ دیوبندی حضرات سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک معاذ اللہ سب کو گنگوہی صاحب کا محکوم، اور اطاعت گزار سمجھتے ہیں، (نعوذ باللہ من ذلک)

خود قرآنِ پاک میں ہے، اَنِّی فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْن) بیشک میں نے تمکو (بنی اسرائیل کو)
فضیلت دی سارے جہانوں پر، اب کوئی آپ ہی کے جیسا دماغ رکھنے والا کہے کہ سارے
جہان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام بھی گئے، لہٰذا بنی اسرائیل کو رسولِ
پاک و دیگر انبیاء کرام کے اوپر فوقیت حاصل ہے
بھو جپوری جی اس آیت کریمہ میں جو سارے جہانوں پر کہا گیا ہے تو اس سے مراد صرف ان کے دور کے
لوگ ہیں، مطلب ہے کہ اللہ نے بنی اسرائیل کو فضیلت دی، ان سب پر جو ان کے
دور میں تھے۔ نہ کہ قیامت تک آنے والوں پر،
شعر کا مطلب بالکل واضح ہے کہ اعلیٰ حضرت کے دور میں آپکا کوئی ہمسر نہیں تھا، آپکے
جیسا کوئی نہیں تھا، نہ کی قیامت تک آنے والے حضرت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں
اس شعر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسر اعلیٰ حضرت کو ماننا آپ ہی جیسا دماغ
رکھنے والے کی شان ہو سکتی ہے،

صفحہ ۱۶۵ پر ہے توہین رسول کا تینتالیسواں نمونہ

اس کے بعد ہے اسمیں صرف توہین رسول ہی نہیں ہے، بلکہ قرآن کی آیتوں کا انکار بھی ہے
جس سے کفر لازم آتا ہے اعلیٰ حضرت نے الملفوظ حصہ چہارم کے ص ۲۷ پر لکھا ہے کہ
ارشاد، رسولوں میں سے کون شہید کیا گیا، انبیاء البتہ شہید کیے گئے،
رسول کوئی شہید نہیں ہوا، ۔ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیِّیْن، فرمایا گیا نہ کی یَقْتُلُوْنَ الرُّسُل)

اس کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ

جواب سے معلوم ہوا کہ انبیاء اور رسول دو گروہ ہیں، جن میں انبیاء تو شہید کیے گئے اور رسول شہید نہیں کیے گئے،

کسی سائل نے اعلیٰ حضرت سے قرآن کی آیت غلط پڑھکر یہ سوال کیا تھا ختم اللہ لاغلبن انا ورسلی "جبکہ قرآن میں" کتب اللہ "موجود ہے، تو بعض انبیاء شہید کیوں ہوئے، اعلیٰ حضرت نے غلط آیت کو صحیح کیے بغیر جواب دیا اور رسول کی شہادت کا انکار کیا۔

بھوجپوری صاحب ایک بات یاد رکھیں کہ الملفوظ میں کتابت کی غلطی سے، کتب اللہ کی جگہ ختم اللہ چھپ گیا ہے، کتابت کی غلطی کوئی نادر چیز نہیں ہے،

شیخ الہند محمود الحسن صاحب کی، ایضاح الادلہ "مطبوعہ رحیمیہ دیوبند کے ص ۹۲ پر ہے، فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول واولی الامر منکم جبکہ آیت کریمہ ہے فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر پ ۵ رکوع ۵/ اور یہ بھی کمال کی بات ہے کہ، واولی الامر منکم۔ نادانستہ نہیں ہے بلکہ اسی آخری ٹکڑا سے انہوں نے اپنے مطلب کا اثبات کیا ہے،

بھوجپوری صاحب یہ آپکی برادری کا معاملہ ہے اس لئے دکھائی نہیں دے گا، بھوجپوری صاحب اگر معاذ اللہ تحریف قرآن مقصود ہوتا تو بار ہا اعلیٰ حضرت کا ترجمہ والا قرآن چھپا اس میں بھی کتب اللہ کی جگہ ختم اللہ ہی ہوتا مگر ایسا نہیں ہے بلکہ صحیح کتابت کے ساتھ کتب اللہ ہی ہے، اس سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ، یہ کتابت کی غلطی ہے

تو اس کو خواہ مخواہ قصد وارادہ پر محمول کر کے تحریف قرآن کا مرتکب بنانا ظلم عظیم ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ، پ۲۸، رکوع ۳، المجادلہ

اللہ لکھ چکا ہے کہ میں ضرور غالب آؤں گا اور میرے رسول،

مہوجپوری صاحب آپکے کہنے کے مطابق اگر رسول شہید کیے گئے تو اجتماع ضدین

لازم آئے گا، اسلئے کہ اب مطلب یہ ہوگا کہ رسول شہید بھی کیے گئے اور غالب بھی رہے

عقلاً یہ محال ہے کیونکہ مقتول غالب و منصور نہیں ہو سکتا، اور غالب منصور و مقتول

نہیں ہو سکتا، بلاشک و شبہ قرآن میں اختلاف نہیں ہے، اور اختلاف ماننے کی صورت میں

قرآن پاک کی آیت کا انکار کرنا ہوگا، کیونکہ قرآن خود فرماتا ہے، وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ

اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا، پارہ ۵ رکوع ۸ سورہ نساء،،

رسول کو شہید ماننے کی صورت میں قرآن پاک کی تکذیب لازم آتی ہے، جو خود کفر ہے، رب قدیر

ارشاد فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ

یعنی اللہ لکھ چکا کہ میں ضرور غالب آؤں گا، اور میرے رسول بیشک اللہ قوت اور عزت والا ہے

اور فرماتا ہے،، وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ

پارہ ۲۳ رکوع ۹، سورہ صٰفٰت ،، اور بیشک ہمارا کلام گزر چکا ہے، ہمارے بندوں مرسلین کیلئے

بیشک انہیں کی مدد ہوگی! اور فرماتا ہے، وَاِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا، اور بیشک ہم ضرور رسول کی مدد

کریں گے، ان آیات کریمہ میں غلبہ و نصرت کو کسی قید کے ساتھ مقید نہیں فرمایا، بلکہ مطلق رکھا

ہے،

بقول آپکے رسولوں کو بھی شہید مان لیا جائے تو ان آیات کریمہ میں تاویل کرنی پڑے گی یا تکذیب کرنی پڑے گی
بھوجپوری صاحب آپ بتائیں کہ رسول کو شہید مان کر خود ہی ان آیات کریمہ
کے تاویل کرنے والے، اور بصورت دیگر منکر و مکذب ہوئے یا نہیں، ہوئے اور ضرور ہوئے، اور آیات
کریمہ کا منکر یقینا کافر و مرتد ہے، لہذا، بھوجپوری صاحب ایک اور کفر میں مبتلا ہوئے
بقول آپکے اگر رسول بھی شہید کئے گئے تو، پھر آپ ہی بتائیں کہ کیا مقتول کو غالب و منصور
کہا جاسکتا ہے، اور کیا غالب و منصور بھی مقتول ہوسکتا ہے، اگر آپ رسول کو بھی شہید مانتے
ہیں تو آیت مذکورہ کا کیا جواب ہوگا، یعنی یقتلون النبیین) کا
المختصر، قرآن شریف میں جن آیتوں سے رسولوں کے، شہید ہونے کو سمجھا جارہا ہے، ان میں
رسول کے لفظ سے مراد نبی ہیں،
مولوی اشرف علی تھانوی نے دو اختصار بیان القرآن میں ص ۲۷۹ لکھا ہے، کہ رسول صرف اسی کو
کہتے ہیں کہ جو نئی شریعت لے کر آئے، اور نبی عام ہے خواہ نئی شریعت لے کر آئے یا پرانی شریعت
کی تبلیغ کرے، اور یہ بات تفاسیر کی روشنی میں طے شدہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے بھی انبیاء تشریف لائے ان میں کوئی بھی نبی نئی شریعت
کا حامل نہیں تھا اس لئے وہ سب کے سب نبی تھے، ان میں کوئی بھی نبی رسول نہیں تھا
اور یہ بھی طے شدہ ہے کہ انہیں میں سے کچھ لوگ شہید کئے گئے،
لہذا، اعلیٰ حضرت نے الملفوظ میں جو کچھ فرمایا ہے وہ قرآن کا انکار نہیں بلکہ قرآن کی ترجمانی
ہے

جلالین شریف، ص۱۳ کے حاشیہ پر ہے قد قیل اِنَّ عدد الانبیاء بین موسیٰ وعیسیٰ
سبعون الفاً وقیل اربعۃ آلاف وکانوا جمیعًا علی شریعۃ موسیٰ فکانوا ما
مورین بالعمل بالتوراۃ وتبلیغھا الی اممھم

صفحہ/۱۶۹ پر ہے توہین رسول کا ۴۵ واں نمونہ

الملفوظ کے حصہ چہارم کے صفحہ ۲۴ سے ایک ٹکڑا نقل کیا گیا ہے، کہ غزوہ احزاب کا واقعہ ہے کہ رب عزوجل نے مدد فرمانا چاہی اپنے حبیب کی شمالی ہوا کو حکم ہوا جا اور کافروں کو نیست ونابود کردے، اس نے کہا، الحلائل لایخرجن باللیل (بیبیاں رات کو باہر نہیں نکلتیں، فاعقمھا اللہ تعالیٰ،، تو اللہ تعالیٰ نے اسے بانجھ کردیا، اسی لئے شمالی ہوا سے کبھی پانی نہیں برستا، الملفوظ حصہ چہارم صفحہ ۲۴

اس کے بعد آپ لکھتے ہیں

غور کریں ہوا ایسی باغی مخلوق ثابت ہوئی اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم ماننے سے انکار کردیا اگر یہ الزام انسان اور جنوں پر لگایا جاتا تو کسی حد تک تسلیم کرنے کی چیز ہے کیونکہ ان میں سمجھ شعور، ادراک ہے، لیکن ہوا ایک مطیع مخلوق ہے، اسمیں سرتابی کی ہمت کہاں،

بھوجپوری صاحب آپ لکھتے ہیں کہ قارئین کرام خود آپ ہندوستان کے طول عرض میں گھوم کر دیکھ لیں کہ شمالی ہوا سے پانی برستا ہے یا نہیں،

بھوجپوری صاحب یہ واقعہ عرب شریف کا ہے عربوں سے پوچھ لیں وہاں کبھی بادِ شمالی سے پانی نہیں برستا

اس معاملہ میں ہندوستان کو عرب پر قیاس کرنا آپ جیسے کا کام ہوسکتا ہے

بھوجپوری صاحب جو واقعہ اعلیٰ حضرت نے الملفوظ میں لکھا ہے وہ بے سند نہیں بلکہ مدارج النبوۃ جلد سوم ص ۲۳۷ پر موجود ہے ۔

آپکے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے غلط لکھا ہے ، قرآن پاک کھولئے (پارہ ۲۲ ، رکوع ۶ سورۃ احزاب) پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے ۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۔

بیشک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا ، اور اس سے ڈر گئے ، اور آدمی نے اسے اٹھائی ، بیشک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا نادان ہے ،،

بھوجپوری صاحب یہاں تو تینوں امانت کے اٹھانے سے انکار کر دیئے ، کیا اس کو بھی بے سند اور افترا علی اللہ وغیرہ کہہ کر بے سند بنا بیٹھیں گے ۔ اور قرآن کے منکر ہو کر کفر اختیار کریں گے ،

تخلیق آدم علیہ السلام کی روایت میں ہے کہ ، سرداران ملائکہ ، جبرئیل ، ومیکائیل واسرافیل علیہم السلام کو علی الترتیب ، یکے بعد دیگرے حکم خدا ہوا تھا کہ آدم علیہ السلام کا پتلا بنانے کیلئے زمین سے مٹی لاؤ ، یہ تینوں فرشتے نہ لائے مگر عزرائیل علیہ السلام لے آئے ۔ ملاحظہ ہو تفسیر عزیزی جلد اول ص ۱۶۲

بھوجپوری صاحب اب سارے اعتراضات حضرت شاہ عبد العزیز صاحب

محدثِ دہلوی پر کریں،

الملفوظ میں تو شمالی ہوا کا ذکر تھا، اور یہاں تو سردارانِ ملائکہ، جبرئیل و میکائیل اسرافیل، علیہم السلام ہیں، ان پر آپ اور آپکی ذریت کیا فتویٰ لگائیں گے،

آپ لکھتے ہیں کہ "قارئین خود آپ ہندوستان کے طول و عرض میں گھوم کر دیکھ لیں کہ شمالی ہو سے پانی برستا ہے یا نہیں،

بھوجپوری صاحب یہ واقعہ عرب شریف کا ہے، عربوں سے پوچھ لیں وہاں بادِ شمالی سے کبھی پانی نہیں برستا، اس معاملہ میں ہندوستان کو عرب پر قیاس کرنا آپ ہی جیسے کا کام ہو سکتا ہے،

بھوجپوری صاحب جو واقعہ اعلیٰ حضرت نے الملفوظ میں لکھا ہے وہ بے سند نہیں ہے بلکہ مدارج النبوت، جلد دوم، ص۲۳۶ پر موجود ہے، یہ اور بات ہے کہ مدارج النبوت پڑھنے کی توفیق نہیں ہوئی ہے، اس لئے آپ اس واقعے کو بے سند مانتے ہیں،

صفحہ ۱۷۱ پر ہے توہین کا ۴۷ واں نمونہ

پھر ص ۱۷۳ پر ہے

یہ تمام انسانوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ انسان خواہ کتنا ہی غلط کار ہو بدکردار ہو مگر مرنے کے وقت اپنے خدا کو یاد کرتا ہوا مرتا ہے، اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ آخری وقت میں توبہ و استغفار کرے اپنے دل کو خدا کی طرف متوجہ کرے

دنیا اور اس کی نعمتوں کی یاد دل سے بھلا کر قبر و آخرت کی طرف متوجہ ہو جائے انتہائی دنیادار، بوالہوس اور محروم القسمت شخص ہی ہوگا، جو ایسی سخت جانکنی کے وقت انواع و اقسام کے کھانوں اور دنیاوی راحتوں اور لذتوں کو یاد کرکے تڑپتا ہوا دنیا سے رخصت ہو،

اس اصول کی روشنی میں آیئے خاں صاحب کو دیکھیں کہ قبضِ روح سے پہلے، اور اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت ان کی کیا حالت تھی،

اس کے بعد اعلیٰ حضرت کی وصیت جو وصایا شریف میں موجود ہے وہ نقل ہے

اعزہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو، فاتحہ ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں، دودھ کا برف خانہ ساز، اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو، مرغ کی بریانی، مرغ پلاؤ، خواہ بکری کا شامی کباب ہو، پراٹھے اور بالائی، شیرینی، ارد کی پھریری دال مع ادرک و لوازم، گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، انار کا پانی سوڈے کی بوتل، دودھ کا برف اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے یوں کرو جیسے مناسب سمجھو،

چھوٹے مولانا نے عرض کیا کہ اسے تو حضور پہلے لکھا چکے ہیں فرمایا پھر لکھو، انشاء اللہ مجھے میرا رب سب سے پہلے برف عطا فرمائے گا اور ایسا ہی ہوا، ایک صاحب بوقت دفن بلا اطلاع دودھ کا برف خانہ ساز لے آئے

وصایا شریف ص ۱۱ مکتبہ کلیمی اہلسنت $\frac{۹۸}{۲۰۶}$ ناظر باغ کانپور

اس کے بعد ص ۱۷۵ پر رقمطراز ہیں، سر دھنئے اس مقتدائے اعظم پر اور ماتم کیجئے بریلیوں کے اس آقائے نعمت پر کیا شاہی کھانوں کی یاد آرہی ہے، اور کتنی حسرت بھری وصیت اپنے متعلقین و مریدین کو فرمارہے ہیں، شاید اعلیٰ حضرت کی اس وصیت پر ملک الموت کے منہ میں بھی پانی آگیا ہوگا،

بھوجپوری صاحب یہ خط کشیدہ الفاظ کس کے بارے میں لکھ رہے ہیں کیا آپکو معلوم نہیں ہے کہ کسی فرشتہ کی ادنیٰ گستاخی کفر ہے، اس قدر بے غیرتی سے کیوں پیش آرہے ہیں ملک الموت کی شان میں یہ خط کشیدہ الفاظ تحریر کرکے، کتنی زبردست آپنے توہین ملک الموت کی ہے

چونکہ آپ حضرات تو پیدائشی بے ادب ہیں، اس لئے اگر کسی فرشتہ کی شان میں گستاخی کریں تو مقامِ تعجب کیا ہے، اسی لئے دیوبندیوں کا کہنا ہے کہ وہابی بے ادب کو کہتے ہیں، حوالہ ملاحظہ ہو (وہابی کے معنی ہیں بے ادب با ایمان) اضافات الیومیہ جلد ۴ ص بحوالہ قہر آسمانی

بھوجپوری صاحب ہر ذی شعور شخص سمجھ سکتا ہے کہ پردہ فرمانے کے بعد ان چیزوں پر فاتحہ دلانے کا مقصد صرف فقراء و مساکین کی غمگساری اور ہمدردی ہے چونکہ اعلیٰ حضرت اپنی زندگی میں فقراء و مساکین کا بے حد خیال فرماتے تھے، پردہ فرمانے کے بعد یہ انتظام فرماگئے، آپکی وصیت میں صراحتہً موجود ہے کہ فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء (مالدار) کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقراء کو دیں، اور وہ بھی عجاز اور خاطر داری کے ساتھ، نہ کہ جھڑک کر، غرض کوئی بات خلافِ سنت نہ ہو،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ، اللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَ تَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنِ ۔ مشکوٰۃ شریف باب المسجد، اس سنت پر عمل کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت نے بھی اپنی ساری عمر غربار و مساکین سے محبت انکی امداد و اعانت میں گزاری بعد وفات لذیذ و مرغوب چیزوں پر فاتحہ دلا کر فقرار، و مساکین کو کھلانے کی یہ وصیت مبارکہ بھی آپکے اخلاق کریمانہ کی ایک عمدہ مثال ہے، اعلیٰ حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ بطیب خاطر ممکن ہو تو، ایسا کیا جائے مطلب ہے کہ اگر تنگ دستی یا کوئی اور رکاوٹ درپیش ہو تو کوئی زبردستی نہیں

بھوچھوری صنا وصیت میں کسی بھی حصہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اپنے لئے پوری وصیت میں فرمائے ہیں، کہ مجھے عالم نزع میں ان کھانوں کی خواہش ہے، مجھے کہیں سے لاکر دو اس قسم کی باتیں ہرگز نہیں، لہذا معلوم ہوا کہ ان ساری چیزوں کی وصیت صرف فقرار و مساکین کیلئے ہے،

اب اس کے بعد اپنے علماء کی خبر لیجئے ــــ مٹھائی کھانے کیلئے اپنے شیخ الاسلام و شیخ الحدیث و صدر جمیعتہ العلمائے ہند کا یہ مضحکہ خیز منظر ملاحظہ فرمایئے اور سر دھنئے

حضرت حسین احمد مدنی جی فرماتے ــــــــ حاجی (بدر الدین) صاحب آپ مٹھائی کیوں نہیں لائے ہیں ؟ عرض کرتا کہ حضور میرے پاس پیسے نہیں ہیں، تو حضرت طالب علموں کو حکم دیتے کہ ان کی تلاشی لی جائے، پھر کیا تھا، جتنے بھی طالب علم ہوتے سب کے سب میرے اوپر ٹوٹ پڑتے، اور جو رقم میرے پاس ہوتی سب کی مٹھائی منگائی جاتی،

اور حصے سے تقسیم ہوتی اور کبھی کبھی (ایسا ہوتا کہ حضرت میری شیروانی مذاق سے چھین کر اپنے پاس رکھ لیتے اور کہتے کہ جب واپس ہوگی جب مٹھائی کے واسطے پیسے دوگے، جب مجھکو پیسے دینے پڑتے، حضرت کو بھلا کسی بات کی کمی تھی، آپ کے پاس ہزاروں من مٹھائیاں تھیں، (ص ۹۵ رسالہ کو نمبر شیخ الاسلام نمبر الجمیعتہ) بحوالہ امام احمد رضا ورد بدعات ومنکرات

بھوجپوری صاحب آپکے علماء کتنے بے شرم تھے، عالم تھے یا لیٹرے، کہ مانگ مانگ کر مٹھائی کھاتے، اور ذرہ برابر بھی شرماتے نہیں تھے، گویا کہ حاجی جی کیلئے حسین احمد مدنی آفت ہی بن کے آئے تھے، اور مزید کہ ڈر سے حاجی جی جھوٹ بھی بولتے، کہ حضرت ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں، حاجی جی لاکھ جھوٹ بولیں کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے، میرے پاس کچھ نہیں، مگر کوئی حیلہ بہانہ کارگر نہ ہوتا، حضرت کوئی بہانا ماننے کو تیار نہیں بلکہ تمام طلباء کو حکم دیتے کہ حاجی جی کی تلاشی لیجائے، چنانچہ تمام طلبا تلاشی لیتے اور جتنی رقمیں پاس میں ہوتیں، سب کی مٹھائی منگائی جاتی اور سب کو تقسیم کر دیا جاتا،

بھوجپوری صاحب کہئے یہ کام شریعت کے مطابق ہے، کیا یہ طریقہ جائز ہے؟ کیا یہ انسانی مروت وشرافت کے لائق اور مناسب ہے، مزید در زندگی یہ کہ اگر حاجی جی کے پاس کچھ نہیں ملتا تو حسین احمد مدنی شیروانی چھین لیتے اور بچوں کی طرح کہتے کہ جب تک مٹھائی کیلئے پیسے نہیں لاؤگے، اس وقت تک تمہاری شیروانی نہیں دیں گے، جب حضرت کے پاس ہزاروں من مٹھائیاں موجود تھیں، تو پھر ایسی حرکت کیوں کرتے،

بھوجپوری صاحب جس کے پاس ہزاروں من مٹھائیاں موجود ہوں

اس کے حرص و ہوس کا یہ حال ہے کہ تلاشی لی جا رہی ہے، تو کبھی شیروانی ضبط کر لی جا رہی ہے، اور جس کے پاس کچھ نہیں رہا ہوگا، اسکا معاملہ تو ان سے بھی آگے رہا ہوگا،

بھوجپوری صاحب میں آپ سے پوچھ رہا ہوں کہ مزاقاً ہی صحیح کسی کو پریشان کرنا کیسا ہے،،

قیامت کیوں نہیں آتی الٰہی ماجرا کیا ہے۔ ع

اپنے علماء کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ دیکھئے،

تھانوی صاحب مرتے وقت اپنی اہلیہ صاحبہ کیلئے اپنے مریدوں سے اور عقیدت مندوں کو وصیت کرتے گئے کہ میرے بعد میرے تعلق کا لحاظ غالب ہو، وصیت کرتا ہوں کہ بیس آدمی مل کر اگر ایک ایک روپیہ ماہوار ان (بیوی صاحبہ) کے لئے اپنے ذمہ رکھ لیں تو امید ہے کہ ان کو تکلیف نہ ہوگی، (تتمہ بہاریں وصیت ص ۲)

بھوجپوری صاحب آپکے حکیم الامت کا اعتماد و توکل اٹھ چکا تھا؟ رب قدیر نہیں تھا، کیا خدا کی رزاقیت کا صریح انکار نہیں ہے،

اعلیٰ حضرت نے غرباء و مساکین کا خیال کرتے ہوئے، فاتحہ دلانے کی وصیت کر دی تو توہین رسول دکھائی دینے لگا، اور یہاں حکیم الامت صاحب اپنے اعتماد و توکل کو ختم کر کے اور ذات باری تعالیٰ پر بھروسہ نہ رکھ کر، اپنی پیاری محبوبہ کے بارے میں وصیت فرما رہے ہیں کہ بیس آدمی تیار ہو جائیں اور ایک ایک روپیہ ہر ماہ دیتے رہیں تو میری محبوبہ کا کام چل جائے گا۔ یہ ہر شخص کو معلوم ہے کہ انسان خواہ کتنا ہی بدکردار گنہگار ہو مگر مرنے کے وقت خدا کو یاد کرتے ہوئے مرتا ہے

انتہائی بیوی پرست ہوگا وہ انسان جو روزہ نماز کی وصیت نہ کرے، بلکہ اپنی بیوی کو یاد کر کے بیقرار ہو رہا ہو، ہائے حکیم لامت اور ان کی پیاری محبوبہ، (اللہ کی پناہ)

توہین رسول کے چونواں نمونہ کے نام سے آپ نے صـ ۱۹۵ پر الملفوظ سے ایک واقعہ نقل کیا ہے،

حافظ الحدیث سید احمد سجلماسی کہیں تشریف لے جا رہے تھے، راہ میں اتفاقاً آپکی نظر ایک نہایت حسینہ عورت پر پڑ گئی یہ نظر اول تھی، بلا قصد تھی دوبارہ پھر آپکی نظر اٹھ گئی، اب دیکھا کہ پہلو میں حضرت سیدی، غوث الوقت عبدالعزیز رضی اللہ عنہ آپکے پیر و مرشد تشریف فرما ہیں، اور فرماتے ہیں احمد عالم ہو کر انھیں سیدی سجلماسی کی دو بیویاں تھیں، سیدی عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے دوسری بیوی سے ہمبستری کی یہ نہیں چاہیئے

عرض کی حضور وہ اس وقت سوئی تھی، فرمایا سوئی نہیں تھی تمہیں سو میں جان ڈال لی تھی، عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا، فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا، عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا، فرمایا اس پر میں تھا، تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے، (الملفوظ حصہ دوم صـ ۱۵۰)

اس کے بعد ص ۱۹۶ پر آپ رقم طراز ہیں

[واضح ہو کہ خانصاحب نے اولیاء کرام کے نام سے یہ بات خود گھڑی ہے، احمد رضا خاں صاحب نے پیروں کو مریدوں کی بیویوں کے پاس سُلانے کیلئے یہ واقعہ خود ہی بنایا ہے]

بھوجپوری صاحب اس واقعہ کو غلط ثابت کرنا چاہتے ہیں، حالانکہ یہ واقعہ صحیح ہے، اعلیٰ حضرت نے گڑھا نہیں ہے، الملفوظ کے اندر جو واقعہ اعلیٰ حضرت نے بیان کیا ہے وہ واقعہ اختصار کے ساتھ ہے اور الفاظ کے ردوبدل کے ساتھ، ابریز شریف ص ۲۱ پر عارف باللہ حضرت سید سلجماسی نے، اپنا واقعہ لکھا ہے، کاشکہ بھوجپوری صاحب ابریز شریف کو پڑھ لئے ہوتے لیکن اس کے لئے بھی علم کی ضرورت ہے، جب علم ہی نہیں ہے تو سارے واقعات آپکے نزدیک گڑھے ہوئے ہیں،

بھوجپوری صاحب باطنی طور پر کسی ذات کا ہمارے پوشیدہ احوال کا دیکھنا عیب نہیں ہے، کیا اللہ تعالیٰ ہمارے ظاہر و پوشیدہ اعمال کو نہیں دیکھتا،؟ کیا اللہ تعالیٰ کا دیکھنا بے حیائی ہے، باطنی امور کو ظاہری امور پر قیاس کرنا جہالت ہے شرارت بھی ہے اور گمراہی کا ذریعہ بھی، عالم غیب کی باتوں کو عالم شہادت پر قیاس کرنا ہی آپکی اور آپکی ذریت کی گمراہی ہے،

بھوجپوری صاحب یہ بتایئے کہ آپکے ساتھ کراماً کاتبین ہیں یا نہیں؟ ضرور بالضرور ہیں، آپ اپنی بیوی سے صحبت کرتے ہیں تو کراماً کاتبین دیکھتے ہیں یا نہیں؟،

ضرور دیکھتے ہیں، اب آپکے مذہب کے مطابق کراماً، کاتبین آپکا آپکی بیوی سے صحبت کرتے ہوئے
دیکھ کر گویا بے حیائی کرتے ہیں، بے شرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں، (اللہ کی پناہ)
قرآن پاک خود ارشاد فرماتا ہے، کراماً کاتبین یعلمون ما تفعلون (پ۳۰ ع، انفطار
(کراماً، کاتبین جسکو تم کرتے ہو جانتے ہیں)

اعتراض کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لینی چاہیئے یہ واقعہ پڑھیئے اور سر دھنیئے
ارواح ثلاثہ صـ ۲۹۲ پر ہے کہ ایک دفعہ حضرت گنگوہی جوش میں تھے، اور تصور شیخ کا
مسئلہ درپیش تھا پھر فرمایا کہدوں؟ عرض کیا گیا فرمایئے! فرمایا کہدوں؟ عرض کیا گیا فرمایئے!
پھر فرمایا کہدوں؟ عرض کیا گیا فرمایئے، تو فرمایا، تین سال کامل حضرت امداد کا چہرہ میرے
قلب میں رہا، اور میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا، (بحوالہ زلزلہ)

اب بھوجپوری صاحب بتائیں کہ جب مسلسل تین سال جناب حاجی امداد صاحب کا چہرہ رشید
احمد گنگوہی صاحب کے قلب میں رہا تو ان تین سالوں میں جب بھی گنگوہی صاحب اپنی بیوی صاحبہ سے
ہمبستری کرتے رہے ہوں گے تو حضرت امداد صاحب دیکھتے رہے ہوں گے، یا نہیں؟
بلکہ جب رشید احمد گنگوہی کے قلب میں گھسے رہے تو ہمبستری کے لذت سے بھی لطف اندوز ہوتے
رہے، واہ رے بھوجپوری صاحب آپکا مذہب کتنا بھلا اور نرالا ہے، کہ ہمبستری کرے مرید اور
لطف اندوز ہو مرید کے ساتھ پیر بھی،

بھوجپوری صاحب علامہ سید احمد سلجماسی کو اس کا شائبہ بھی نہ تھا، کہ حضرت عبدالعزیز
دباغ علیہ الرحمہ ہمارے کمرے میں موجود ہیں،

اور ارواحِ ثلثہ میں صفحہ ۲۹ پر جو تحریر ہے اس سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت گنگوہی جی ان تین ۳ سال کے اندر جب بھی اپنی بیوی سے ہمبستری کرتے تھے تو حضرت امداد صاحب سے پوچھ کر کہ حضرت اپنی بیوی سے صحبت کروں اجازت ہے، ؟ تو جب حضرت اجازت دیتے تھے، تو گنگوہی صاحب صحبت کرتے تھے ، اور لطف یہ کہ حضرت امداد صاحب اس صحبت کرنے کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ بھی کرتے رہے

یہ اس لئے تحریر کیا جا رہا ہے کہ حضرت گنگوہی صاحب نے خود ہی فرمایا ہے کہ میں نے ان سے بغیر پوچھے کوئی کام نہیں کیا، کہیے بھوجپوری صاحب آپ اسے کیا کہیں گے،

صفحہ ۱۲۷ پر توہین رسول کا چوبیسواں نمونہ کہ

۷۸۶/۹۲ لکھنے والا گستاخ رسول ہے، جسکی تائید رضا خانیوں کے بڑے مفتی یار احمد خاں صاحب گجراتی نے کی ہے

اس کے بعد بھوجپوری صاحب لکھتے ہیں کہ

دنیا کے تمام لوگ جانتے ہیں کہ رضا خانی لوگ یا ان سے جن لوگوں کا تعلق ہے، وہ تمام کے تمام لوگ جب وہ اپنی کسی قسم کی کوئی تحریر اربابِ دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں تو اس کی ابتدا ۷۸۶/۹۲ سے کرتے ہیں ۷۸۶ کے بارے میں مشہور ہے کہ بسم اللہ کا عدد ہے، اور ۹۲ صرف محمد کا عدد ہے، لفظوں میں صرف محمد کا استعمال ناجائز ہے اور ایسا لکھنے والا توہین رسول کا مرتکب ہے

پھر ص ۱۲۸ پر لکھتے ہیں

(قارئین غور فرمائیں کہ لفظوں میں تنہا محمد کا لفظ استعمال کرنا، ناجائز وحرام ہے تو رہندسہ میں ۹۲ لکھنا جس سے تنہا محمد کا لفظ بنتا ہے کیسے جائز ہوسکتا ہے، ظاہر ہے ایسا لکھنے والا اہانتِ رسول کا مرتکب ہے)

بھوجپوری صاحب $\frac{۸۶}{۹۲}$ کا لکھنا کیسا ہے، ایک استفتاء دیوبند بھیج کر سمجھ لیجیے، کہ ۹۲ کا لکھنا یہ دیکھیے ایک فتویٰ ۱۴۲۲ھ میں دیوبند سے جاری کیا گیا ہے، جسمیں اعتراف کیا کیا گیا ہے کہ اگر بے ادبی کا اندیشہ ہو تو، $\frac{۸۶}{۹۲}$ کا عدد لکھنے میں مضائقہ نہیں اب مفتیانِ دیوبند پر کیا فتویٰ لگاتے ہیں، دیکھنا ہے کہ آپ میں کتنی ہمت ہے اور کہاں تک آپ انصاف سے کام لیتے ہیں،

اگر عدد میں ۹۲ کا لکھنے والا گستاخِ رسول ہے اور اہانتِ رسول کا مرتکب ہے تو ۹۲ کا عدد لکھنے کو جائز قرار دینے والے علمائے دیوبند اور مفتیان دیوبند کیا ہوئے

لفظوں میں تنہا لفظ محمد کا لکھنا ناجائز وحرام ہے۔ یہ کسی بھی فقہی کتاب میں نہیں اور نہ کسی تفسیر کی کتاب میں ہے، لفظ محمد کا پکارنا، ندا کرنا ناجائز وحرام ہے،

بھوجپوری صاحب کو کتاب لکھنے کا شوق تھا، اہلسنت وجماعت سے عناد ودشمنی اس حد تک بڑھی کی دماغ ماؤف ہوچکا ہے، اصل مسئلہ بھی سمجھ میں نہیں آرہا ہے پھر تنہا ۹۲ لکھنے کی رواجِ عام کو توہین اور ناجائز کہنے کی کوشش کر ڈالی، اور یہ بھی نہیں سوچ پائے کہ تنہا محمد یا تنہا ۹۲، دیوبندی بھی عام طور سے لکھتے ہیں،

توهینِ رسول کا نواں نمونہ ص ۸۳

بھوجپوری صاحب آپنے خالص الاعتقاد کی ایک عبارت پیش کی ہے وہ یہ ہے

[رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے، اور ابلیس کا علم معاذ اللہ علمِ اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔]

آپ لکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے پہلی گستاخی ور بے ادبی یہ کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد کہہ کر ایک عامیانہ انداز میں مقابلہ کیا ہے، رسول اللہ کے علم کو کسی کے علم سے موازنہ کرنا یا مقابلہ کرنا، قطعاً غلط ہے، موازنہ تو کسی برابر کے آدمی سے کیا جاتا ہے، آسمان کا موازنہ زمین سے کیا جائے یہ حماقت ہے یا کم علمی کی دلیل ہے، دوسری توہین یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ابلیس سے کیا ہے اور تحریر کیا ہے کہ ابلیس کا علم معاذ اللہ علمِ اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں ہے اس کے بعد آپنے مطلب نکالا ہے کہ

[شیطان کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے نعوذ باللہ زیادہ تو ہے البتہ بہت زیادہ نہیں ہے، بہت زیادہ کی نفی ہوئی اور زیادہ ہونے کا اقرار ہوا]

بھوجپوری صاحب اگر انصاف نہ اٹھا ہو تو میں بھی انصاف کو آواز دوں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زیادہ ہے اور ابلیس کا علم معاذ اللہ علمِ اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں، آپکے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے بے ادبی کی ہے، اس لئے کہ اسمیں اوروں سے زائد کہہ کر علمِ اقدس کو ایک عامیانہ انداز میں مقابلہ کیا ہے جو بے ادبی ہے

تو پھر اس طرح کی عبارتیں تو علمائے دیوبند کی کتابوں میں بے شمار ہیں، تو پھر وہاں عا
میانہ انداز اختیار کر کے علمائے دیوبند آپ کے نزدیک بے ادب اور گستاخ کیوں نہیں ہوئے
جیسے تقویۃ الایمان، جس کا درجہ علمائے دیوبند کے نزدیک قرآن سے بڑھکر ہے، اسی میں ص۱۲
پر شرک کے بارے میں ہے، اور اس بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جن اور شیطان میں
اور بھوت و پریت میں کچھ فرق نہیں،

بھوجپوری صاحب اس عبارت میں تو انبیاء کا موازنہ جن شیطان، بھوت
پریت سے کیا گیا ہے، یہاں مولوی اسماعیل دہلوی صاحب بے ادبی اور گستاخی کرنے
والے کیوں نہیں ہونگے؟ لہذا آپکے کہنے کے مطابق مولوی اسماعیل دہلوی نے بھی انبیاء کا
موازنہ عام لوگوں سے کیا ہے، لہذا یہ بھی بے ادبی اور گستاخی کر کے کافر ہو گئے۔ اب دیکھنا ہے کہ
مولوی اسماعیل دہلوی پر آپ کون سا حکم نافذ کرتے ہیں۔ اور اسماعیل دہلوی کو کیسے کافر
اور بے ادب اور گستاخ ہونے سے بچاتے ہیں

خلیل احمد انبیٹھی جو دیوبندیوں کے سرغنہ ہیں انکی کتاب
،، براہین قاطعہ ،، کی عبارت یہ ہے

الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا
فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں
تو کون سا ایمان کا حصہ ہے، کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی
فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے، جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے ص۵۱

بھوجپوری صاحب اس عبارت کا مطلب بالکل عیاں ہے، اور ظاہر ہے وہ یہ کہ شیطان و ملک الموت کیلئے وسعت علم نص یعنی قرآن و حدیث سے ثابت ہے، مگر فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے، وسعت علم پر کوئی نص نہیں، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وسعت علم ماننا شرک ہے، جس کا صاف صاف مطلب ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک شیطان کے علم کی وسعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے نعوذ باللہ من ذلک، اس عبارت سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ ابلیس کا علم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے،

بھوجپوری صاحب علمائے دیوبند کا عقیدہ کہ وہ ابلیس لعین کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وسیع تر ہے، آپنے جو خالص الاعتقاد کی ص۵ کی عبارت پیش کی ہے، اسمیں جو "وسیع تر" میں (تر) کی قید ہے یہ قید احترازی نہیں ہے بلکہ دیوبندیوں پر تعریض کیلئے ہے اس لئے اسکا مفہوم مخالف معتبر نہیں،

اب خالص الاعتقاد کی عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ھے، "ابلیس لعین" کا علم معاذ اللہ علم اقدس سے وسیع تر نہیں

جیساکہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ ابلیس لعین کا علم معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اقدس سے وسیع تر ہے، جب (تر) کی قید، قید احترازی نہیں ہے بلکہ دیوبندیوں کے عقیدہ پر تعریض کیلئے ہے تو اسکا مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوسکتا،

اور جب مفہوم مخالف معتبر نہیں تو وسیع تر کی نفی سے وسیع کا اثبات صحیح نہیں، لہذا آپ کا اعتراض صحیح نہیں۔